رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ایڈیٹر [illegible]

[illegible] ۱۹۲۷ء

جلد (۱۸)

نمبر (۱۷)

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ (للعہ)
„ ششماہی „ ایکروپیہ بارہ آنہ (عہ)
„ سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ (للعہ)
„ امراء سے پانچروپے (صہ)
„ ممالک غیرسے ۹ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت [illegible]
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشـ[illegible] اسلام کے اہم فرائض کو ادا [illegible]
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا [illegible] جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو [illegible]

QADIAN 15 A.M. 26 JUN 27

KHILAFAT LIBRARY

ہمارے [illegible] ایسے ایسے

حضرت شیخ سعدی کا یہ قول کچھ معنی رکھتا ہے کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی۔

اس آڑے وقت میں جن دوستوں نے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ان کے اسماء گرامی بعد شکریہ درج ذیل ہیں اللہ ان دوستوں کو دین و دنیا کے حسنات سے مالامال فرمائے۔ آمین

(۱) ایک بزرگ نام کی پرواہ نہ کرنے والے چار خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے (۲) ایک سید صاحب نام کی پرواہ نہ کرنے والے ایک خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے اور ۵ خریدار (۳) جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب سکرٹری تبلیغ سیالکوٹ اپنے علاوہ چار خریدار (۴) جناب چوہدری شاہ محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس چار خریدار (۵) جناب سید سردار حسن شاہ صاحب ایک خریدار (۶) جناب مولوی مسیح الدین احمد ایک خریدار (۷) جناب رحمت اللہ صاحب سکرٹری تبلیغ ایک خریدار (۸) جناب محمد نواب خان صاحب ظفر ایک خریدار (۹) منشی چراغ الدین صاحب حمدی ایک خریدار (۱۰) جناب چوہدری عطاء اللہ صاحب لائلپور کی طرف سے ۵ خریدار ان کے نام موصول ہوئے۔ گروی پی صرف منشی سندھے شاہ صاحب اور منشی عبد العزیز صاحب نے ہی وصول کئے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اس نازک وقت میں ہر ایک دوست کا یہ فرض ہے کہ وہ دامے درمے قدمے سخنے نور کی اعانت اور توسیع سے دریغ نہ کرے تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے کہ جو سکھوں جیسی بہادر اور آریوں ایسی مخالف اسلام اقوام میں ترقی اسلام کے اہم فرض کو بجالا رہا ہے۔ ایسے پرچہ کی مدد کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ ابھی سینکڑوں نور کے بہی خواہ ایسے ہیں۔ جنہوں نے تاحال نور کی اعانت کے لئے کوئی توجہ نہیں دی۔ وقت آگیا ہے کہ اب ایسے دوست اپنی سستی کو چھوڑیں۔ اور دیکھیں کہ اسلام ہندوستان میں کن نازک حالات سے گذر رہا ہے۔ اور پھر بھی نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت سے بے پرواہ رہنا گویا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا چلانے کے مصداق ہے۔ سو دوستو سستی کو چھوڑ دو اور نور کی اعانت کے لئے اٹھ کھڑے ہو۔ نور کے وہ کون سے دوست ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے کہ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دے صرف توجہ کی ضرورت ہے اگر خدانخواستہ آپ کا کوئی ایسا دوست نہیں ہے جسے آپ نور کی خریداری کے لئے آمادہ کر سکیں تو پھر آپ کو اپنی گرہ سے حسب توفیق ایک یا دو خریداروں کی ادا کر کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکھوں یا آریوں کے نام نور مفت جاری کروا دینا چاہیئے ایسے شوقین لوگوں کی درخواستیں آئے دن دفتر میں آتی رہتی ہیں یہ آپ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جس قدر بھی نور کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسی قدر وسعت کیساتھ ترقی اسلام کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جائیگا لہٰذا آپ دوستوں کو پوری کوشش اور تن دہی کے ساتھ نور کی توسیع اشاعت کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے مجھے توقع رکھنی چاہیئے کہ میں اخبار کے آئندہ اشاعت پر اس قدر معاونین نور کے اسماء پیش کر سکوں گا۔ کہ جن کو دیکھکر ملک ہا اٹھے مرحبا و جزاک اللہ پکار اٹھے

یہ پرچہ لیٹ کیوں ہوا۔

ابھی سیالکوٹ کے تبلیغی سفر کی گرد میرے پاؤں سے دور نہیں ہوئی تھی کہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد سے ایک اور اہم تبلیغی سفر پر جانا پڑا۔ اور پھر اس جھلکی گرمی مسافر کے ساتھ جو سلوک کرتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور ویسے بھی کیا جسمانی لحاظ سے اور کیا مالی لحاظ سے سفر مجھے بہت ہی مہنگا پڑتا ہے۔ میں اپنی مرضی سے تو ایک قدم بھی قادیان سے باہر رکھنا نہیں چاہتا۔ مگر ایسی حالت میں جبکہ اغیار ہندوستان میں اسلام کو نگلنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ میں حتی الوسع ہر طرح ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سے تعاون کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ لہٰذا نہ صرف اس پرچہ کے لئے ہی اگر

KHILAFAT LIBRARY

ضروری اطلاع

ان دوستوں کا سال جن کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں اخیر جولائی تک ختم ہوتا ہے ان سب کے نام یکم جولائی کو وی پی ہوں گے۔ اگر کسی صاحب کو کسی وجہ سے آئندہ سال کے لئے نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو۔ تو وہ ۲۵ جون سے پہلے پہلے دفتر نور میں اپنے ارادہ سے ضرور اطلاع دیدیں۔ جو دوست نور سے جدائی اختیار کرتے ہیں اگرچہ ان پر ایک گونہ افسوس تو ہوتا ہے۔ کہ وہ نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ کے لئے تین روپیہ سال کی تھوڑی رقم بھی قربان نہیں کر سکتے۔ مگر ان لوگوں کی بے اعتنائی کا کیا کہنا جو پیشتر اطلاع ملنے کے بھی خاموش رہتے ہیں۔ اور وقت پر وی پی واپس کر کے دفتر نور کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا یہ اخلاقی گناہ ناقابل عفو ہے۔ اگر وہ ایک مجاہد پرچہ کی اعانت نہیں کر سکتے۔ تو نقصان پہنچا کر حوصلہ شکنی بھی کیوں کریں

۲۹	منشی غلام رسول صاحب	۲/
۳۰	چودھری فضل الدین صاحب	۲/
۳۱	مولوی غلام رسول صاحب	ھ/
۴۲	منشی روشن الدین صاحب	۲/
۴۳	کے۔ ایس ڈاکٹر عبد العزیز صاحب	۲/
۴۷	بابو محمد عالم صاحب	۲/
۹۳		
۹۵	چوہدری شاہ محمد صاحب	۲/
۹۶	بابو محمد اسمٰعیل صاحب	۲/
۹۸	حافظ عبد الرحمٰن صاحب	۲/
۹۹	مولوی غلام نبی صاحب	۲/
۱۰۰	ڈاکٹر عبد المجید صاحب	
۱۰۱	مولوی قدرت اللہ صاحب	۲/
۱۰۲	جناب فضل الدین صاحب	۲/
۱۴۰	منشی عبد العزیز صاحب	۲/
۱۴۸	بابو خواص خان صاحب	۲/
۱۲۹	منشی محمد اسمٰعیل صاحب	۲/
۲۰۲	کیپٹن حبیب اللہ شاہ صاحب	ھ/
۲۰۴	شیخ محمد شفیع صاحب	۲/
۲۰۵	ایم عبد الرحیم صاحب	۲/
۲۰۶	بابو محمد رشید خان صاحب	۲/
۲۰۸	ڈاکٹر علی گوہر خان صاحب	۲/
۲۰۹	بابو فضل الدین صاحب	۲/

۲۶۳	میاں بشیر احمد خان صاحب	۲/
۲۶۴	جناب محمد ابراہیم صاحب	۲/
۲۶۵		
۲۶۶	شیخ گلاب الدین صاحب	۲/
۲۶۷	چوہدری پیر بخش صاحب	۲/
۲۶۸	محمد عبد اللہ خان صاحب	۲/
۳۴۵	بابو ولایت محمد صاحب	۲/
۳۴۶	شیخ مخدوم صاحب	۲/
۳۴۷	منشی حسین بخش صاحب	۲/
۳۴۸	بابو عبد الغنی صاحب	۲/
۳۴۹	شیخ عبد اللہ غلام محمد صاحبان	۲/
	ڈاکٹر بشیر محمد صاحب	۲/
۳۵۱	منشی مبارک علی صاحب	۲/
۳۵۳	منشی منظور اللہ شاہ صاحب	۲/
۳۵۴	سید عبد الشکور صاحب	۲/
۳۵۷	قاضی محمد حسین خان صاحب	۲/
۳۵۸	حاجی غلام محمد صاحب	۲/
۳۵۹	چوہدری مبارک احمد صاحب	۲/
۳۶۰	بابو عبد اللہ خان صاحب	۲/
۳۶۱	ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب	۲/
۳۶۲	ہیڈ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب	۲/
۳۶۴	ایم فیروز احمد صاحب	۲/
۴۵۲	مستری فیروز الدین صاحب	عہ/۱۰

۲۵۳ مستری محمد الدین صاحب ۴/ – ۲۷۴ مستری محمد عالم صاحب ۴/ – جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب [illegible]

ایک اور ضروری اطلاع

یہ دوست جن کے نام معہ نمبر خریداری نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ ایک ایک دو دو مرتبہ نور کا وی پی بمد امانت رکھوا کر واپس کر چکے ہیں اور میں اب تک حسن ظنی سے یہی سمجھتا ہوں کہ درحقیقت ان دوستوں کا منشاء وی پی وصول کرنے کا تھا۔ مگر وقت پر قیمت میسر نہ آنے یا بھول جانے یا کسی اور وجہ سے وی پی واپس ہوئے۔ ورنہ یہ کس دوست سے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ جان بوجھ کر نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کا وی پی واپس کر دے جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ ان دوستوں کے نام یکم جولائی کو انشاء اللہ وی پی ہوں گے۔ اور مجھے قوی توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ دوست اس مرتبہ ضرور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کا وی پی وصول فرما کر خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ باوجود نور کو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ مانتے ہوئے۔ اگر پھر بھی کسی صاحب کو نور کا وی پی وصول کرنے میں کچھ تامل ہو تو وہ صاحب ۲۵ جون تک ایک کارڈ کے ذریعہ اور اگر پوسٹ کارڈ پر بھی دو پیسے خرچ کرنا وہ بہتر سمجھیں تو بیرنگ خط کے ذریعہ اطلاع دینا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ تاکہ نور جس کا فنڈ پہلے ہی کمزور ہے۔ وی پی کے خواہ مخواہ کے اخراجات سے بچے۔

۴۵۵	چوہدری محمد شریف صاحب	۴/
۷۱	شیخ علی گوہر صاحب	۴/
۱۹۶	مستری کریم بخش صاحب	۴/
۱۹۹	چوہدری اللہ داد خان صاحب	۴/
۶۳	بابو سراج الدین صاحب	عہ
۲۳۹	جناب محمد عرفان صاحب	۴/
۲۰۰	جناب قریشی عبد المجید صاحب	۴/
۹۰	منشی فرزند علی خان صاحب	۴/
۱۹۵	بابو محمد عمر صاحب	۴/

۱۵۹	میرزا محمد جمیل بیگ صاحب	۴/
۱۳۳	اخوند زادہ محمد اکبر خان صاحب	۴/
۵۲	میاں رحمت اللہ صاحب باغانوالے	۴/
	جناب عزیز اللہ صاحب	۴/
۱۶۲	منشی مہر الدین صاحب	۴/
۲۴۷	راجہ عبد اللہ خان صاحب	۴/
	جناب حیدر علی صاحب حمدی ہیڈ کلرک	۴/
	جناب مولوی انوار حسین خان صاحب	۴/

قادیان میں مسکن بنانیوالوں کے لئے خوشخبری

مسجد اقصیٰ سے صرف نصف قدم کے فاصلہ پر ایک عالیشان پختہ دو منزلہ مکان جو تقریباً نصف کنال میں واقع ہے جس کی مکانیت حسب ذیل ہے۔ ڈیوڑھی پختہ بارہ فیٹ لمبی ۳/۴ ۷ فٹ چوڑی بیٹھک ۲۰ فیٹ لمبی اور ۱۰ فیٹ چوڑی۔ کمرہ ۲۵ فیٹ لمبا اور دس فیٹ چوڑا جس میں ایک بڑا دروازہ اور چار کھڑکیاں ہیں بہت ہوادار ہے۔ اسباب رکھنے کا کمرہ ۱/۲ ۱۱ فٹ چوڑا اور ۳/۴ ۹ فٹ لمبا۔ دالان ۱/۲ ۲۱ فٹ لمبا اور ۱/۲ ۱۱ فٹ چوڑا جس میں تین دروازے ہیں۔ باورچیخانہ ۱/۲ ۸ فٹ لمبا اور ۱/۴ ۱۲ فٹ چوڑا صحن ۲۰ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا۔ بالاخانہ پختہ ۲۰ فٹ لمبا ۱۰ فٹ چوڑا۔ اس کے آگے صحن جس میں [illegible] اوپر کے کل حصہ میں [illegible] فٹ اونچے پختہ پردہ ہیں اور سب جگہ پختہ فرش کیا ہوا ہے [illegible] ۲۵ [illegible] مکان [illegible] اندر سو سکتا ہے۔ اور مسجد اقصیٰ سے اس قدر قریب ہے کہ گھر میں بیٹھا ہوا درس سن سکتا ہے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا خود مکان دیکھ کر کریں۔ معرفت منیجر نور قادیان پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

زندگی چاہتے ہو یا موت

یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ میں گذشتہ دو نمبروں میں اس امر پر بخوبی روشنی ڈال آیا ہوں۔ کہ مسلمانوں سے یہ خطرناک غلطی ہوئی۔ جو انہوں نے آج تک تنظیمی رنگ میں ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے اہم فریضہ سے پہلوتہی کی۔ اگر اس وقت ۷ یا ۸ کروڑ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ تو یہ کوئی مسلمانوں کی مساعی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ محض اس خوبی کے طفیل ہے جو قدرت نے اسلام کے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے لئے مقرر کر رکھی ہے۔ ہاں اگر اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے تنظیمی رنگ بھی ہوتا۔ تو آج ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۷ یا ۸ کروڑ نہ ہوتی۔ بلکہ بیس کروڑ سے بھی متجاوز ہوتی۔ اگر مسلمان اب بھی اپنے اس بھولے ہوئے سبق کا از سر نو آموختہ شروع کر دیں تو فتح ہی فتح ہے۔ تبلیغ کے علاوہ مسلمانوں کے پنپنے کے لئے جو دوسری اصلاح کی ضرورت ہے۔ وہ دنیاوی اور معاشرتی پہلو ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ ہندوستان میں باوقار اور مرفہ الحال زندگی بسر کر سکیں تو اس کے لئے انہیں سب سے اول سود کے لعنتی طوق سے اپنی گردن کو آزاد کرانا ہوگا۔ یقیناً آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ اس وقت مسلمان قریباً ۱۷ کروڑ روپیہ سالانہ سود کی صورت میں مہاجنوں کو ٹیکس ادا کر رہے ہیں، ۱۷ کروڑ روپیہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ بقول ایک ہمعصر کے اگر ۱۷ کروڑ روپیہ سے ایک دیوار تعمیر کی جائے۔ جس میں اینٹ کی بجائے روپیہ چنا جائے۔ تو تین فیٹ چوڑی بنیاد سے ۱۵ فیٹ اونچی اور ۱۰۲۰ فیٹ لمبی چاندی کی دیوار بنائی جا سکتی ہے۔ اتنی کثیر رقم سالانہ غریب مسلمانوں کی پاکٹوں سے نکل کر مہاجنوں کو مالا مال کرتی ہے۔ اور پھر یہی رقم کسی نہ کسی رنگ میں شدھی اور سنگھٹن کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ حالانکہ ۱۷ کروڑ روپیہ سالانہ کی خطیر رقم سے کئی مسلم یونیورسٹیاں کئی مسلم بنک کئی تجارتی مسلم کمپنیاں قائم ہو سکتی ہیں۔ جس سے تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمان خوشحال اور بحال ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی غریبی کی نحوست فوراً کافور ہو سکتی ہے اگر مسلمان اس امر کا عزم بالجزم کر لیں۔ کہ ہم نے سودی روپیہ کی لعنت کے طوق کو اپنی گردن میں نہیں ڈالنا۔ تو پھر دیکھیں کہ دنوں میں ہی کس طرح وارے نیارے ہو سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ سود کی لعنت سے کس طرح بچا جائے اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اپنی ضروریات کو مختصر کرو۔ اور چادر دیکھکر پاؤں پھیلاؤ عام طور پر مسلمان بیاہ شادی کے فضول رسومات کے پورا کرنے میں برباد ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایسی رسومات کو اسلام ایک طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہیں رکھتا۔ اسلام بہت سادگی سکھلاتا ہے۔ سو مسلمانوں کو اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیئے۔ اور سخت عہد کرنا چاہیئے۔ کہ ہم بیاہ شادی وغیرہ کی ان فضول رسومات کو جنہوں نے ہمیں خاک سیاہ اور برباد کر دیا ہے بخش گے۔ اور ہرگز ہرگز سودی روپیہ نہیں لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان واہیات رسومات کے پورا کرنے میں زیادہ تر مستورات کا دخل ہے۔ کیونکہ عام طور پر عورتیں تعلیم یافتہ نہیں ہوتیں۔ اور انہیں معلوم نہیں کہ اسلام ان رسومات کا خطرناک دشمن ہے۔ وہ بیچاری اسلام کی بابرکت تعلیم سے بالکل اندھیرے میں ہیں لہذا پڑھے لکھے خاوندوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی بیویوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کر کے انہیں ان بد رسومات کی ادائیگی سے بچائیں۔ پڑھی لکھی عورتیں یہ کام کریں۔ کہ وہ اپنی ان پڑھ بہنوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھائیں۔ واعظین اور مبلغین کا یہ فرض ہے کہ وہ مستورات کو اپنے پند و نصائح سے ذہن نشین کرائیں۔ کہ ان فضول رسومات کا اسلام جانی دشمن ہے عام طور پر ناواقف عورتیں اس بات پر بہت زور دیتی ہیں کہ اگر ہم فلاں رسم نہ بجالائیں تو ہماری ناک کٹ جاتی پڑھے لکھے مرد اور پڑھی لکھی عورتوں اور واعظین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ناک کٹنے کے فلسفہ سے ان ان پڑھ عورتوں کو آگاہ کریں۔ کہ ان بد رسومات کی ادائیگی نے درحقیقت مسلمانوں کی ناک کاٹ دی ہے۔ ہاں اگر اس ناک کی لاج مطلوب ہے۔ تو پھر ان بد رسومات کی ادائیگی سے ہاتھ اٹھالو۔ ان رسومات کی ادائیگی کے لئے تمہیں روپیہ قرض لینا پڑتا ہے۔ جس سے سود جیسی لعنت سہیڑنی پڑتی ہے جس کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ اور یہ اس وہمی ناک کٹنے کے ہوا نے ہی آج مسلمانوں کو ۱۷ کروڑ روپیہ سالانہ ٹیکس سود کے رنگ میں مہاجنوں کو ادا کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ غور کرو سوچو۔ کہ اس ناک کٹنے کے وہمی ہوا نے مسلمانوں کو مقروض کر کے درحقیقت مسلمانوں کی ناک کاٹ دی وہ قوم جو ۱۷ کروڑ روپیہ سالانہ سود کی صورت میں مہاجنوں کو دے۔ کیا وہ قوم کہہ سکتی ہے کہ ہماری ناک محفوظ ہے۔ لہذا اگر مسلمان ہندوستان میں اپنا مستقبل شاندار دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بہت جلد اس سود کے لعنت کے طوق سے اپنی گردن کو آزاد کرائیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ اس ناک کٹنے کے ساتھ کہیں سر بھی نہ کٹ جائے۔ اللہ رحم رحم جو مسلمان صاحب توفیق ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اس فضل کے عوض انہیں اپنے دل میں یہ پختہ عہد کرنا چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ ان فضول رسومات کی ادائیگی جو خلاف شرع خلاف سنت ہیں۔ بکلی بچیں گے۔ مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف رکھا جائے۔ کہ دراصل یہ صاحب توفیق طبقہ ہی مسلمانوں کی بربادی کا موجب ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان کی بیجا شیخی کو دیکھکر دوسرے لوگوں کو بھی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھکر

خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اس لئے یہ غریب لوگ رسم رئیس پڑوسن سیکھ" کی بنا پر سودی قرض لے کر اپنے پڑوسی ہمسایہ کی ریس کرنا سے دریغ نہیں کرتے جس کا لازمی نتیجہ تباہی اور بربادی ہے اور یہ ۱۱ کروڑ روپیہ کا سالانہ ٹیکس جو مہاجنوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ اسی خطرناک اور برباد کن ریس کا نتیجہ ہے لہذا مسلمانوں کے امرا طبقہ کو مسلمانوں کی حالت پر رحم کرکے نہیں بلکہ اسلام کے وقار کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنانا چاہیئے۔ اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیئے۔ اور ان فضول اور بد رسومات جس نے قوم کو یقیناً برباد کر دیا ہے۔ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہدیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایک تو آپ کا روپیہ محفوظ رہیگا دوم آپ کی طرف دیکھکر دوسرے غریب بھائی بھی تباہی کی غار میں گرنے سے بچیں گے۔ ہاں وہ روپیہ جو امرا مسلمان ان خلاف شرع رسومات کی ادائیگی پر خرچ کرتے ہیں۔ اس روپیہ کو تبلیغ میں خرچ کریں یا تجارت پر لگائیں۔ یا بنک قایم کریں۔ تو پھر دیکھیں کہ دنوں میں ہی کیا ہوتا ہے۔ اور کس طرح یہ ۱۱ کروڑ روپیہ سودی ٹیکس ادا کرنے والی نیم مردہ قوم از سر نو زندگی کا دم بھرنے کے قابل ہو سکتی ہے سوائے مسلمانوں اگر اس ہندوستان میں آپ اپنا مستقبل شاندار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی سے اپنے دل میں خدا کے حضور یہ پختہ عہد کریں۔ کہ آپ خلاف شرع رسوم کو ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے نکالدیں گے اپنی ضروریات کو قابو سے باہر نہیں ہونے دیں گے اخراجات آمدن کے مطابق کریں گے۔ اور چادر دیکھکر پاؤں پھیلائیں گے۔ اور سودی روپیہ لینے کو بھی حرام سمجھیں گے۔ یہ مضمون جس مسلمان کے ملاحظہ سے گذرے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے دل میں عہد کرے کہ وہ آج سے اپنی اقتصادی حالت کے درست کرنے کے درپے ہوگا۔ اور سودی روپیہ ہرگز ہرگز قرض نہیں لے گا۔ جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو دربدر خاک بسر کر دیا ہے۔ میں ہر ایک نور کے ناظر سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی سنائیں۔ اور ان سے عہد لیں کہ وہ آئندہ کے لئے قرضہ کی لعنت سے بچیں گے۔ اس کے علاوہ اور کئی شعبہ جات ہیں جن پر عمل کرنے سے مسلمان اپنی حالت کو زیادہ مضبوط بنا سکتے ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ نمبر میں بیان ہونگے ہاں ان میں سب سے بڑا مسئلہ سود کی لعنت ہے جسے اسلام نے قطعی حرام قرار دیا ہے۔ اور اس حرام کو حلال بنا کر مسلمانوں نے دین و دنیا کی ذلت اور خسران کو لے لیا ہے۔ مسلمانوں ہمت کرو ان سود کی زنجیروں کو توڑ دو اور آئندہ کے لئے ان لعنتی زنجیروں میں قید ہونے سے بچو۔ اور پھر دیکھو کہ ربع صدی میں ہی مسلمان پستی کی حالت سے نکلکر رفعت اور اوج کے تخت پر کس طرح براجمان اور متمکن ہو سکتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

مسٹر پٹیل کو ابھی انتظار کرنا ہوگا

مسٹر پٹیل صدر اسمبلی جو آج کل لنڈن میں تشریف فرما ہیں وزیر ہند سے ملاقات کے دوران میں آپ نے سلف گورنمنٹ کا ذکر بھی چھیڑا۔ اور کہا کہ اگر گورنمنٹ اپنے اگست ۱۹۱۷ء کے اعلان کی بنا پر ہندوستان کو مزید اصلاحات دیدے تو جو سرگرمیاں انگریزوں کے خلاف ہندوستان میں پائی جاتی ہیں فوراً دور ہو جائیں۔ اصولی طور پر کون ہندوستانی سوراج کا خواہاں نہیں۔ مگر ان دس سال کے اندر اندر سنگھٹنی سورماؤں نے شدھی بازی اور مسلم آزاری کے جو کچھ جوہر دکھلائے ہیں۔ آج وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور یہ تو اس صورت میں ہے۔ جبکہ سنگھٹنی صاحبان کسی دوسری طاقت کے ماتحت ہیں۔ اور اگر ان حضرات کو سوراج کے طفیل من مانی کارروائیوں کے کرنیکا موقعہ مل جاوے۔ تو اس ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے جس طرح عرصہ حیات تنگ ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ کھڑک سکتی ہے اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں سوراج کا مطالبہ ایسا ہی ہے جس طرح بچے کے ہاتھ میں تیز استرہ دیدینا۔ لہذا موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کا بھلا اسی میں ہی ہے۔ کہ ابھی انگریز ہی حکمران رہیں۔ ہاں جب ہندو مسلم اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیں تو اس وقت سوراج کا سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔

جھوٹے دیوتاؤں کو، تخت سے اتار دو

جناب سروجنی نیڈو ہندوستان کی بلبل نے ہندوستان کی بہترین ... جب ہمدرد ہیں لاہور سے جاتے ہوئے آپ نے پنجاب کو یہ پیغام دیا ہے کہ "پنجابیوں کو امن اسی حالت میں مل سکتا ہے کہ جب ان میں یہ جرأت پیدا ہو سکے گی۔ کہ جھوٹے دیوتاؤں کو تخت سے اتار دیں"

اس پر پرکاش لکھتا ہے کہ سروجنی دیوی کی جرأت قابل تعریف سمجھی جاتی۔ اگر وہ بتا جاتیں کہ وہ جھوٹے دیوتا کون ہے۔ جو بغاوت پھیلانے کے ذمہ دار ہیں"

ان جھوٹے دیوتاؤں کو پرکاش کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہے۔ سروجنی نیڈو نے اچھا کیا کہ کسی کا نام نہیں لیا۔ کیونکہ ہم لوگوں میں ابھی ٹھنڈے دل سے اپنے عیوب سننے کا مادہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کی اصلاح تو لاگ رہی پر وہ جیل سے رہا ہو کر جناب گاندھی جی نے آریہ سماج کے متعلق اظہار رائے میں کسی قدر جرأت اور دلیری سے کام لیا تھا۔ اس صاف گوئی سے آریہ سماج وایڈیٹر پرکاش نے کیا فائدہ اٹھایا۔ جو مزید صاف گوئی کا خواہشمند ہے۔

ٹائمز آف انڈیا کے مضمون نے اڈیٹر پرکاش کو حواس باختہ کردیا

ٹائمز آف انڈیا کے آریہ سماج کے متعلق مضمون کو ہم نور کی اشاعت گذشتہ میں درج کر چکے ہیں۔ اس مضمون نے بلاشبہ آریہ کیمپ میں ایک گونہ

KHILAFAT LIBRARY

بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اور خصوصاً مہاشہ پرکاش تو سخت حواس باختہ ہو رہا ہے۔ اور اس بے خودی کے عالم میں یہ بے تکی ہانکی ہے۔ کہ

جو فریق ہر ایک فساد میں نمایاں حصہ لیتا ہے اور عموماً پیش دستی کرتا ہے۔ اس کے طرز عمل کی تحقیقات کا مطالبہ کرنے کی جرات اسے کیوں نہیں۔ اس کی دو میں سے ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ یا تو لکھنے والا مسلمان ہے۔ یا اس کا دماغ مسلم اثرات کے ماتحت ہے۔" (پرکاش ۲۲ مئی ۲۷ء)

ایڈیٹر پرکاش نے جو الزام ٹائمز آف انڈیا کے اوپر لگایا ہے۔ اس کا ثابت کرنا تو کارے دارد ہے ہاں اس نے خود ہی اقبال کر لیا ہے کہ جو الزام میں ٹائمز آف انڈیا پر لگا رہا ہوں۔ اس کا بہترین مصداق میں ہوں اگر ایڈیٹر پرکاش سنگھٹنی اثرات سے ذرا بھی علیحدہ ہو کر سوچتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ خود اس کے پڑوس لاہور میں ۳ مئی کو رات کو سب سے اول کس گروہ نے نہتے لوگوں کو کرپانوں سے ذبح کیا۔ اور جب مظلوم ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کے قلوب مغموم اور ماتم زدہ تھے۔ کس مہذب گروہ نے ستیلا مندر سے جنازوں پر پتھر پھینک مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکا۔ کیا اسی صاف گوئی اور تہذیب پر ہندوستانی سوراج کے طالب ہو رہے ہیں۔ سوراج حاصل کرنے سے پہلے انہیں اپنے کیریکٹر کو مضبوط کرنا ہوگا۔

مقدمہ رنگیلا رسول کا فیصلہ

ہندوستان ایک مذہبی جذبات رکھنے والا ملک ہے۔ اور اس ہندوستان میں امن تبھی قایم ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ ایکدوسرے کے مذہبی جذبات کی قدر کرنا سیکھیں۔ جب بھی کبھی اس ضروری شق کو نظر انداز کیا گیا۔ اس کا نتیجہ کبھی بھی خوشگوار پیدا نہیں ہوا۔ مذہبی جذبات سے کھیلنے کا شغل سب سے اول جناب سوامی دیانند صاحب نے اختیار کیا۔ اور ستیارتھ پرکاش میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کی شان مبارک میں شوخ نکتہ چینی کا باب کھولکر ہندوستان کے مذہبی خرمن امن کے نزدیک الاؤ سلگا دیا۔ جس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہے۔ وہ زبان حال سے خود اپنی منہ بولتی تصویر ہے۔ سوامی دیانند صاحب نے جو پودا لگایا بلاشبہ رنگیلا رسول جیسی غیر مہذب اور دلخراش کتاب اس کی ایک شاخ ہے۔ اور اب ہائی کورٹ کے اس فیصلہ نے جسمیں رنگیلا رسول کے ناشر کو بری قرار دیا ہے اس بات نے مسلمانوں کے جذبات پر جو اثر کیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اس سے آریہ اور بھی شوخ ہو جائینگے

گورنمنٹ کی توجہ کے قابل

گورنمنٹ کو اسے زیادہ بہتر سمجھنا چاہیے۔ کہ ہندوستان میں امن کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور احساسات کا احترام کیا جائے۔ اگر لوگ خود اپنے نفع نقصان سے بے پرواہ ہیں۔ تو گورنمنٹ کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ایسی فضا پیدا کرے۔ جس سے کوئی فریق حد اعتدال سے تجاوز کر کے دوسرے کے مذہبی جذبات کو نہ ٹھکرا سکے۔ اور جو فریق بھی ایسا کرے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان گورنمنٹ اس کا قرار واقعی تدارک کرے ورنہ بدون اس کے ہندوستان میں امن کا پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔ ہاں جائز اور سنجیدہ طریقہ سے نکتہ چینی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہنا چاہیے۔ دور کیوں جائیں۔ "رنگیلا رسول" کا لفظ ہی اپنے اندر جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا مادہ رکھتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ایسی فحش کتاب کے ناشر کو بری کر دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ فیروزپور سے پنجابی ڈنڈا (کیسا مہذب نام ہے) نامی ایک گالیوں کا پلندہ ہفتہ وار شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے جذبات سے بہت برے رنگ میں کھیلا گیا ہے۔ ۵ مئی کے پرچہ میں خدا۔ پیغمبر اسلام۔ جنت دوزخ۔ اور دیگر اسلامی تعلیمات کا سوقیانہ اور بیہودہ رنگ میں مذاق اڑایا گیا ہے۔

. . . . اور ابھی ایک ڈنڈے پر کیا منحصر ہے۔ خدا جانے ابھی اور کیا کچھ برآمد ہونے والا ہے۔ کیونکہ "رنگیلا رسول" کے فیصلہ نے بلاشبہ آریہ لوگوں کو پہلے سے بھی زیادہ دلیر بنا دیا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ گورنمنٹ بہت جلد اسپر توجہ کرے۔ تاکہ یہ فتنہ ابتدا ہی میں رک جائے۔

مدراس کے ہندو ہندو مذہب سے بیزار ہیں

علاقہ مدراس میں جس قدر چھوت چھات کا زور ہے وہ اس سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کہ بعض برہمنوں کے نزدیک دوسرے برہمن بھی اچھوت ہیں اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے چنانچہ ۱۲ مئی کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ان حالات سے تنگ آکر وہاں کے ہندو محسوس کرتے ہیں۔ کہ انہیں یا تو عیسائیوں میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ یا مسلمان ہو جانا چاہیئے۔ خصوصاً اچھوت ہندو تو بڑے زور اور سنجیدگی سے اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں۔

یہ سب کچھ صحیح ہے مدراس کے اچھوتوں پر کیا موقوف ہے۔ ہر ملک کے اچھوت اب اپنی ذلت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم جلد سے جلد اس ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کریں مگر آج تک مسلمانوں نے کبھی ٹھنڈے دل سے غور نہیں کیا۔ کہ اچھوتوں میں تبلیغ کا سوال بھی کوئی اہمیت رکھتا ہے۔

آریوں کی کوششیں

برخلاف اس کے ہندو جن کی تعداد پہلے ہی ہندوستان میں کافی ہے۔ اور جن کا مذہب اچھوتوں کو نوازنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر وہ گروہ پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اب بظاہر اس بات پر تل بیٹھے ہیں۔ کہ ہم اچھوت اقوام کو اپنے میں شامل کر لیں گے۔ چنانچہ آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ آریہ پرادیشک پرتی ندہی سبھا کو پنڈت وید بندھو کے ذریعہ ایک ایسا مخیر ملا۔ جس نے اس مشکل کو آسان کر دیا۔ اور سبھا کے ہاتھ وہمن سے مضبوط کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ آگے چل کر یہی اخبار لکھتا ہے کہ عنقریب صوبہ مدراس میں آریہ پرچارک پہنچ جائینگے فی الحال ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوگا۔ اور

KHILAFAT LIBRARY

پھر دوسری جگہ یہی اخبار لکھتا ہے۔ کہ قریباً چار سال تک لگاتار کام جاری رکھنے کے بعد پھر کہیں اثر اور نتیجہ کی امید کی جا سکتی ہے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں ۸ ہزار روپیہ سالانہ اور ۴ سال کے لئے ۳۲ ہزار روپیہ آریہ سماج صرف اس لئے خرچ کرنے کے واسطے تیار ہے کہ اس سے اپنے کام کے لئے عمدہ فضار پیدا کیجا سکے

مسلمانو سوتے ہو یا جاگتے

ذرا غور کرو ہمسایہ قوم باوجود کثیر ہونے کے باوجود اپنے مذہب میں اچھوتوں کی سمائی نہ پاتے ہوئے۔ پھر بھی کس تنگ و دو سے کام کر رہی ہے۔ ان میں ایک ایک شخص لاکھوں روپیہ اچھوت اقوام میں تبلیغ کے لئے دینے کو تیار ہے۔ دوسری طرف ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو اول ہماری تعداد محدود اور پھر جو وطنی دوستوں کے ہمارے متعلق نیک ارادے ہیں۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اور پھر ہمارا طرز عمل اس ناعاقبت اندیش غافل شخص سے بھی زیادہ مایوس کن ہے جسکا گھر جل رہا ہو۔ اور وہ آرام سے سو رہا ہو۔ حالانکہ اسلام کا ہاضمہ بڑا زبردست ہے۔ جو اقوام کی اقوام کو ہڑپ کر گیا۔ اور ڈکار تک نہ لی۔ خود اچھوت اقوام بھی اس بات کو بہتر سمجھتی ہیں۔ کہ اگر ہماری کہیں سمائی ہے تو وہ اسلام میں ہے۔ اگر کوئی مذہب ہمیں مساوات دے سکتا ہے۔ تو صرف اسلام ہی۔ مگر اچھوت اقوام کو بھی آنے کا تبھی حوصلہ ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان بھی اپنا ہاتھ بڑھائیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف چھو منتر سے ہی اچھوت اقوام اسلام کی طرف کھینچی چلی آئیں۔

احمدیوں کی مدد کرو

اگر مسلمان ہندوستان میں آن بان اور شان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ مسلمان اب اپنی سب طاقتیں غیر مذاہب میں تبلیغ کی طرف لگا دیں۔ ورنہ ہماری ذلت میں کوئی شبہ ہی نہیں۔ بہی خواہان اسلام کو یہ بات خوشی سے سننی چاہیئے۔ کہ قادیان کی احمدی جماعت نے اچھوت اقوام اور ہندوستان کی دیگر اقوام میں تبلیغ اسلام کا تہیہ کر لیا ہے۔ احمدی جماعت جس عمدہ نظام کے ماتحت ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے اور اس عمدہ نظام کی برکت سے مشکل کام کو بھی کم روپیہ اور کم وقت میں جس خیر و خوبی سے انجام دے سکتی ہے۔ وہ ۱۹۲۳ء کے ملکانہ ڈیفنس نے تمام ہندوستان پر روشن کر دیا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کے دل لرزتے اور زہرہ آب ہوتا ہے تو وہ صرف احمدی جماعت کے سامنے ہی اور سوامی شردھانند آنجہانی نے بھی ایک موقعہ پر اس کا اعتراف کیا تھا۔ کیونکہ یہی جماعت تبلیغ کی بہترین اہلیت اور آریہ سماج کو راہ راست پر لانے کی زیادہ قابلیت رکھتی ہے۔ لہذا اسوقت سب مسلمانوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ احمدی جماعت کی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ اور دامے درمے قدمے سخنے اس کام کرنے والی جماعت کی اعانت سے سرمو دریغ نہ کریں۔ تاکہ ہندوستان میں اسلام کی شان بلند ہو۔ ذرا اسناتنیوں کی طرف دیکھو کہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے وہ کس طرح آریوں کو جن کے اصولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے دریا دلی سے مدد دے رہے ہیں۔ اس صورت میں مسلمان اپنے فرض کو سمجھیں۔ اگر ہم مسلمانوں نے اس وقت سستی سے کام لیا۔ تو پھر ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے وقار کو وہ دیکھنے لگے گا۔ کہ جن کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو مخالف کے مقابلہ کے لئے تمام اختلافات بالائے طاق رکھکر ایک قالب اور ایک جان ہو کر مخالف کے حملے کو پاش پاش کر دینا چاہیئے اور تبلیغ کا وہ نعرہ بلند کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کی تمام فضار **لا اله الا الله محمد رسول الله** کے کلمہ طیبہ سے گونج اٹھے۔

آریوں کی نئی یورش

۱۵ مئی کا پرکاش لکھتا ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے ماتحت لاہور میں دیانند اوپدیشک ودیالہ قایم ہے۔ اس میں ودیارتھیوں کی ایک ایسی تعداد ہے۔ جو عربی پڑھ رہے ہیں اور مسلمانوں کی سیوا کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔"

"بہرحال سندھی کی پہلی ضرورت یہ ہے کہ ایسے اوپدیشک تیار کئے جائیں۔ جو اسلام اور عیسائی اور دیگر مذاہب کی کماحقہ واقفیت رکھتے ہوں۔ اور بوقت ضرورت ان کا خاکہ کھینچکر پبلک کے سامنے رکھ سکیں"۔

مسلمانوں ذرا آنکھیں کھولکر ان محولہ بالا سطور کو پڑھو اور غور کرو کہ آریہ لوگ اسلام کو زک دینے کے لئے کس قدر تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اور کیسے کیسے منصوبے باندھ رہے ہیں۔ اگر آپ لوگ اس حملہ کی تیاری سے غافل رہیں گے۔ تو اس کا نتیجہ عیاں ظاہر ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ اور تو اور آج خود آریہ لوگ بھی محسوس کرتے ہیں۔ کہ آریوں کے خطرناک حملہ کے روکنے کے لئے اور ہر میدان میں ان کا سدباب کرنے کے لئے اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف احمدی جماعت ہے۔ اے مسلمانوں پیارے اسلام کی خاطر اپنی عزت و آبرو کو محفوظ رکھنے کی خاطر مستقبل میں اسلام کو شاندار دیکھنے کی خاطر آگے بڑھو اور احمدیوں کی مدد کرو ہندوستان میں احمدیوں کے لئے ایسی فضار پیدا کرو کہ جس سے یہ بے دھڑک آریوں کی زیر اثر جگہ میں پہنچکر بخیر و خوبی اسلام پر خطرناک حملوں کو نہ صرف روک سکیں بلکہ اغیار کے سامنے اسلام کا روشن چہرہ پیش کر کے انہیں اسلام کا گرویدہ بنا سکیں۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب آپ تن من دھن سے احمدی مجاہدین کی اعانت سے دریغ نہ کریں۔

یہ بائیکاٹ نہیں بلکہ اقتصادی حالت کی درستی ہے

۱۱ مئی کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ راولپنڈی میں احمدی جماعت کا جلسہ ہوا۔ اور کہا گیا کہ سوائے مسلمانوں کے ہندوؤں کے ہاتھ کی بنی ہوئی خورد و نوش کی چیز نہ خریدیں"۔ آریہ گزٹ اسے بائیکاٹ اور شر انگیز اور اتحاد سوز کہتا ہے۔ حالانکہ یہ صرف مسلمانوں کی اقتصادی

حالت کو مضبوط کرنے کے لئے ہے۔ یہ وہی عمدہ تجویز ہے جس پر ہندو سینکڑوں سالوں سے عمل کر کے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اب جب اس عمدہ تجویز پر مسلمان توجہ کرنے لگے ہیں۔ تو پھر یہ لیسنتر دیوتا آگ کیوں بن گیا۔ ہاں جتنا عرصہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے اشیاء خرید کر جہاں ہندوؤں کو مالا مال کر کے اپنی اقتصادی حالت کو بالکل تباہ کر لیا۔ اگر ہندو اس سے ۱/۴ حصہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اسی دریا دلی کا ثبوت دیں۔ جس کا اس وقت تک مسلمانوں نے دیا ہے۔ تو پھر تو ہندوؤں کو حق بھی پہنچتا ہے۔ ورنہ یہ کہاں کی وسیع القلبی ہے۔ کہ اور تو اور ہندو مسلمانوں کی اقتصادی حالت کے سدھرنے کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

KHILAFAT LIBRARY

مراسلات

جھوٹ بولنا

(نوشتہ مولانا محمد ظفر صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی)

ولایتی اخباروں میں کچھ عرصہ سے اس مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی ہے۔ کہ جھوٹ بولنا بعض حالات میں گناہ نہیں۔ بلکہ نیکی ہے۔ اس پر پادریوں کا فرقہ کچھ چراغ پا ہوا لیکن بعض پادریوں نے اس مسئلہ پر یہ تجویز پیش کی کہ دروغ مصلحت آمیز جائز ہے۔ اصل میں یہ بحث ہی ایک پادری نے شروع کی ہے۔

جھوٹ کے حامی کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ ہر حالت میں سچ بولنا ناممکن ہے اگر کوئی شخص سچ ہی سچ بولا کرے۔ تو بہت جلد ساری دنیا اس کی دشمن ہو جائے گی اور اسے اس دنیا میں رہنا ایک مصیبت معلوم دے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا۔ جو ہمیشہ سچ ہی بولتا ہو۔ اور کبھی اس نے جھوٹ نہ بولا ہو۔ ہر شخص صبح سے شام تک جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے بہت سی جھوٹی باتیں کیا کرتا ہے۔

ان حامیوں میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ "اگر ہم کسی کو جھوٹا کہدیں۔ تو وہ یقیناً خفا ہو کر ہم سے ہشت مشت ہونے پر آمادہ ہو جائے گا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ ضرور جھوٹا ہوتا ہے۔ پہلا خیال تو کیجئے کہ اس شخص کی چچی نے جو اس کو گلدان تحفہ کے طور پر بھیجے تھے۔ کیا ان کی صورت شکل ایسی ہی تھی جو کسی بھلے مانس کو پسند آسکے ہوں۔ گلدان نہایت بھدے تھے۔ جن سے نہ صرف اس شخص کی آنکھوں کو دیکھنے سے نفرت ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی بیوی نے بھی بڑی ناک بھوں چڑھائی تھی۔ اور غصہ میں کہدیا تھا۔ کہ ان مٹ گنوؤں کو باہر پھینک دو۔ اور بچوں نے بھی ان کو دیکھکر ایک اودھم مچا دیا تھا اس شخص نے یہ تحفے لے کے اپنی چچی کو کیا یہ لکھا تھا کہ ہمارے تحفے ایسے خراب ہیں جنے میرے سارے گھر کے گھر کو الٹ پلٹ کر دیا۔! ہرگز نہیں ایسا کہتا تو اس کی چچی منہ بنا لیتی اور کبھی اس کا منہ نہ دیکھتی اس نے تو یہ کہا کہ میں آپ کی محبت کا مشکور ہوں جو ایسی اچھی چیز بھیجی۔ الغرض یہی جھوٹ ہے جسے ہم جانتے ہوئے بھی جھوٹ نہیں کہتے۔

اسی طرح میں نے ایک پادری کو دیکھا کہ وہ سچ کا بڑا حامی تھا۔ اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہتا لیکن اسے اس کے محلہ کی عورتیں کسی بچہ کے پیدا ہونے پر بلاتی ہیں۔ اور بچہ اس کی گود میں ڈال کر اس کی برکت چاہتی اور بچہ کی بابت پوچھتی ہیں کہ کیسا ہے۔ جب اسے کسی بدشکل اور بھونڈے بچہ کی تعریف کرنی پڑے۔ تو وہ بڑے جذبہ اور وفور محبت میں اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھا کے پکار اٹھتا ہے۔ کہ او ہو! یہ بچہ ہوا ہے۔ اس پادری کی استادی کو ہم مانتے ہیں۔ گو یہ فقرہ لفظاً سچ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بچہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مفہوم عورتوں کے دلوں میں یہ ہوا کرتا ہے کہ بس دنیا میں ایک یہ بچہ خوبصورت ہے۔ اس طرح یہ پادری نہایت صریح جھوٹ بولتا ہے۔ اور نہ صرف اپنے ضمیر کو بلکہ ان بیچاری عورتوں کو صاف دھوکا دیتا ہے۔

لفظوں کو کیوں دیکھا جائے۔ معنی اور مطلب کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ سننے والے پر ایک بات کا کیا اثر پڑتا ہے۔ ایک چور یہ کہہ کر کہ تمہارا ایک بھی بال بیکا نہ کرونگا۔ کسی بیچارے پر قابو پا جاتا ہے۔ اور پھر وہ اس کی ہڈی پسلی توڑنے لگتا ہے کہ بتا مال کہاں چھپا رکھا ہے۔ لفظاً سچ بولتا ہے کیونکہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ ایک بھی بال اس نے اس کا بیکا نہ کیا۔ لیکن اس نے اور طرح تکلیف پہنچانی شروع کی۔

ایک شکی شوہر رات کو اپنے گھر جا کے بیوی سے پوچھتا ہے کہ دن میں کوئی آیا تھا۔ وہ جواب دے گی کوئی نہیں۔ حالانکہ عورت نے صریح غلط بیانی کی کیونکہ اس کے مکان پر کوئی پھیری والا آیا ہوگا سقہ بھنگی وغیرہ آئے ہوں گے۔ لیکن اس نے معناً سچ بولا۔ لیکن اگر یہی شخص کمرہ سے اپنا کوٹ کھوئے جانے پر اس عورت سے یہی سوال پوچھتا تو اس کا جواب وہ بالکل دوسرا دیتی۔ اور وہ دن بھر کے آنیوالوں کے نام گنوا دیتی۔ ہاں جو مطلب سوال کنندہ کا ہوتا ہے اس کے مطابق اسے جواب ملتا۔

بعض حالات میں جھوٹ بولنا اخلاقی فرض ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی دشمن آپ کے ملک کے متعلق جاسوسی کرنا چاہتا ہے۔ آپ اسے اصلی حالات بتانے کی بجائے دھوکا دیتے ہیں یہ ایک اچھا کام ہے جس سے آپ اپنے ملک کو بچاتے ہیں۔ اگر آپ سچ بولتے تو بہت بڑا نقصان ہوتا۔ جسے آپنے واقع نہیں ہونے دیا۔

ایک شخص بھاگا جا رہا ہے۔ اور وہ موڑ پر ایک رستہ اختیار کر کے غائب ہو جاتا ہے۔ اتنے میں ایک پاگل پیچھے پیچھے آتا ہے اور اس کے ہاتھ میں چاقو ہے اور وہ غصہ میں آپ سے بولتا ہے کہ وہ شخص کہاں۔ اگر آپ اسے ٹھیک راستہ بتا دیں تو وہ اس بھاگنے والے کے پیچھے جا کے اسے پکڑ لے گا اور

KHILAFAT LIBRARY

اسے مار ڈالے گا۔ اور اس طرح آپ اس کے قتل کے معاون ہوں گے۔ اسی حالت میں اگر آپ اسے کسی اور راستہ پر ڈالدیں۔ تو آپ اس بھاگنے والے کی جان بچائیں گے یہ بہت بڑا نیک کام ہوگا۔

آپ کو ایک شخص اس شرط پر اپنا راز بتاتا ہے کہ آپ کسی کو نہ بتائیں گے۔ آپ سے کوئی اور شخص اس کے متعلق سوال کرتا ہے۔ اگر یہ راز آپ کا ذاتی ہے تو آپ کو اختیار ہے۔ اپنا راز ظاہر کریں یا نہ کریں لیکن ایسی حالت میں کہ آپ دوسرے کے راز کے متعلق اس سے افشا نہ کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ آپ اگر اس کا راز اس سوال کے جواب میں ظاہر کرتے ہیں تو آپ اس پہلے شخص سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اگر آپ ظاہر نہیں کرتے تو آپ اس سوال کا جواب جھوٹ موٹ دیں گے۔

عملی طور پر اس قسم کے جھوٹ ضروری ہیں ورنہ تمدن اور معاشرت کے پرخچے اڑ جاتے ہیں بعض آدمی یونہی خواہ مخواہ سوال کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً آپ کا ہی راز ہے۔ ایسے سوال کا جواب سر والٹر سکاٹ کے واقعہ کو یاد دلاتا ہے۔ اس نے ابتدا میں اپنے ناولوں کو اپنی تصنیف نہیں ظاہر ہونے دیا۔ لیکن شہرت یہ تھی۔ کہ یہ ناول اسی کی تصنیف ہیں۔ ایک شخص نے موقعہ پا کر اس سے پوچھا کہ کیا تم نے ہی یہ ناول لکھے ہیں۔ سر والٹر سکاٹ نہایت سچا آدمی تھا کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن یہ بڑی مشکل کا وقت تھا۔ اگر کہتا ہے کہ ہاں تو وہ اپنا راز ظاہر کرتا ہے۔ جس کو وہ اس وقت کسی اپنی ذاتی وجوہ کی بنا کر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور اگر انکار کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے لیکن اس نے نہایت ہوشیاری سے جواب دیا

نہیں۔ اور اگر میں ان کا مصنف بھی ہوتا تو بھی میں یہی جواب دیتا۔"

اس قسم کا مبہم اور شرطیہ جواب دے کر اس نے جھوٹ نہیں بولا۔ بات بھی کہہ گیا اور جھوٹ بھی نہیں بولا۔

اس سلسلہ میں اس قسم کی دلائل دیئے جاتے ہیں اور نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ سچ بولنے کے مقابلہ میں جھوٹ بولنا اخلاقی اور تمدنی فرض ہے۔ غالباً انہی وجوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔ کہ

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

یہ عیسائی ذہنیت ہے۔ لیکن ہمارے ابنائے وطن کا مذہب ہی اسی قسم کی اجازت دیتا ہے مثلاً منو سمرتی $\frac{۸}{۱۰۴}$ میں لکھا ہے۔ کہ کسی پر ترس کھا کے جان بوجھ کے جھوٹ بولنا سورگ سے محروم نہیں کرتا۔

اسی طرح $\frac{۸}{۱۰۴}$ میں لکھتا ہے۔ کہ اگر سچ بولنے سے برہمن چھتری ویش وغیرہ کی جان جاتی ہو تو سچ کے مقابلہ میں جھوٹ بولنا زیادہ اچھا کام ہے۔

لیکن اسلام اس کے مقابلہ میں سچ بولنے کی نہایت صریح تعلیم دیتا ہے۔ جھوٹ سچ کے متعلق جس قدر آیات قران پاک میں آئی ہیں۔ روح القرآن سے اس طرح معلوم ہوتی ہیں۔

سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ پ۱ ع ۵۔ آیت ۳

جھوٹوں پر خدا کی لعنت پ۳ س ۳ ع ۶ آیت ۷

سچوں کے ساتھ رہو۔ پ۱۱ س ۹ ع ۲۵ آیت ۱

اللہ پر جھوٹ افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے (پ ۱۲ س ۱۶ ع ۱۵۔ آیت ۶

باطل مٹنے والا ہے۔ پ ۱۵ س ۱۷ ع ۹ آیت ۸

باطل حق کے سامنے مٹنے والا ہے۔ پ۱۷ س۲۱۔ ع ۲ آیت ۸

شیاطین ہر جھوٹ بولنے والے گنہگار پر اترتے ہیں۔ (پ ۱۹ س ۲۶ ۔ ع ۱۱۔ آیت ۳۱

سچ بولنے والوں کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہے (پ ۲۲ س ۳۳۔ ع ۵۔ آیت ۱

جھوٹ کی بات نہ مانو۔ پ ۲۹۔ س ۶۸۔ ع ۱۔ آیت ۸

سچ بولنے کے احکام پر عمل کرنا۔ ایسا ہے۔ گویا مکاری سے بچنا۔ جن مثالوں کا ذکر عیسائی مضمون نگار نے کیا ہے۔ ان کا جواب دینا نہایت آسان ہے۔ جس سوال کنندہ کی پوچھی ہوئی بات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے نرمی سے کہا جا سکتا ہے کہ بھئی تمہارا اس معاملہ سے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھے معاف کرو۔ میں اس کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ یا اگر مجھے یہ راز معلوم ہے۔ تو میں اس کو ظاہر نہیں کر سکتا یا کرنا نہیں چاہتا۔ موقعہ موقعہ پر سوال کنندہ کو بہت معقول جواب دیا جا سکتا ہے۔

سچ بولنا مذہبی فرض ہے۔ اخلاق کی بنیاد مذہب پر ہے۔ اسے اخلاق نہیں کہا جا سکتا۔ جو ہمیں کسی برائی کی اجازت دے۔ جو مذہب ہمیں کسی گناہ کی کسی حالت میں اجازت دے۔ ہمارے لئے رہبر نہیں بن سکتا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور ایسے مذہب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی تعلیم صاف اور عیاری و چالبازی سے معرا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سچ بولنے کے متعلق بھی اس کی تعلیم اس قدر صاف ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا نانک کا خاندان سرزمین کابل میں

"یہ مضمون ایک کابلی نوجوان کی قلم سے ہے جن کا نام خان کابلی ہے۔ اس مضمون میں حضرت باوا رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے متعلق بہت عمدہ روشنی پڑتی ہے۔ امید کہ یہ مضمون شوق سے پڑھا جائے گا۔"

باوا صاحب کی ذات والاصفات کے متعلق بہت سے دلائل شیخ محمد یوسف صاحب نے اخبار نور کے ذریعہ سے احباب تک پہنچا دیئے ہیں۔ جن سے کہ باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر جن حالات کو میں لکھتا ہوں وہ بھی عجیب و غریب ہیں جس میں غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے بہت کچھ بہتری اور دلچسپی کے سامان ہیں

کابل کے قریب ایک گاؤں ہے۔ جس کا نام کٹاخیل ہے۔ وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم گورو نانک کے خاندان میں سے ہیں۔ اور یہ بھی

KHILAFAT LIBRARY

کہتے ہیں کہ ہمارے پاس باوا صاحب کے بہت سی کتابیں تھیں۔ جو کہ ہمارے ایک بہت بڑے آدمی کے پاس ہر وقت رہا کرتی تھیں۔ جب سکھوں کی حکومت پشاور تک آئی۔ تو ان دنوں میں ہمارے بزرگ پشاور گئے تھے۔ وہاں سکھوں نے اس سے وہ کتابیں چھین لیں اور جاسوس سمجھکر گرفتار کرلیا۔ اور ان کتابوں کو تلف کردیا۔ غالباً اس وجہ سے تلف کردیا ہوگا۔ کہ اس میں اسلامی تعلیم درج تھی۔

وہ قوم یعنی کٹا خیل جنہیں گرو نانک صاحب کے خاندان سے ہونے کا دعویٰ ہے۔ کہتی ہے کہ باوا نانک صاحب نے ایک کتاب بنائی تھی۔ جس کا نام قرنتھ ہے۔ وہ اب تک موجود ہے۔ جو کہ ہندوستان میں ہے۔ اور اس میں اسلام کے عقائد کا مفصل حال درج ہے۔ اس کو آج کل اہل ہند گرنتھ کہتے ہیں۔ لیکن دراصل اس کتاب کا نام قرنتھ ہے جو کہ قران کا بگڑا ہوا ہے۔

سوال کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ باوا صاحب نے اس لئے ایسا کیا تھا۔ کہ وہ ہندوؤں میں اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ اہل ہند عربی سے نفرت کرتے تھے۔ اور عربی جانتے بھی نہیں تھے۔ اس لئے قران کو قرنت کے نام سے پیش کرتے تھے اور اس میں بیان جو مندرج ہے۔ وہ بھی قران سے لیکر درج کیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم ان کی ہی زبان میں پیش کی ہے

آریوں کے اخراجات میں بچت

سوامی دیانندجی مہاراج جن کو آریہ لوگ اپنا آقا اور رہنما خیال کرنے میں فخر سمجھتے ہیں۔ اپنی کتاب میں وہ کتاب جو کہ ان کی تمام عمر کی عرقریزی کا نتیجہ ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش کے نام سے مشہور ہے میں لکھتے ہیں۔ کہ :۔ جنہوں نے گڑ چینی گھی۔ دودھ آٹا۔ ساگ۔ پھل مول کھایا انہوں نے گویا تمام جہان کے ہاتھ کا بنا ہوا اور جھوٹا کھا لیا۔ کیونکہ جب شودر۔ چمار۔ بھنگی۔ مسلمان عیسائی وغیرہ لوگ کھیتوں میں سے ایکھ کاٹتے چھیلتے پیل کر رس نکالتے ہیں تب بول و براز کرکے بغیر ہاتھ دھوئے کے چھوتے اٹھاتی اور رکھتے ہیں۔ آوہا گناہ چوس۔ رس پیکر آدہا اسی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور رس پکانے کے وقت رس میں روٹی پکا کر کھاتے ہیں۔ جب چینی بناتے ہیں۔ تب پرانے جوتے کو کہ جس کے تلے میں پاخانہ اور پیشاب گوبر دہول وغیرہ لگی رہتی ہے۔ اہی جوتوں سے اس کو روندتے ہیں۔ دودہ میں اپنے گھر کے جھوٹے برتنوں کا پانی ڈال لیتے ہیں اہی میں گھی وغیرہ رکھتے ہیں۔ اور آٹا پیسنے کے وقت ویسے ہی جھوٹے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں۔ اور پسینہ بھی آٹے میں ٹپکتا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھل اور مول قند وغیرہ میں بھی ایسی ہی کارروائی ہوتی ہے۔ جب ان چیزوں کو کھایا تو گویا سب کے ہاتھ کا کھایا“

مندرجہ بالا عبارت کے پڑہنے سے اچھی طرح سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ گڑ۔ گنا۔ آٹا اور پھل وغیرہ اشیاء کو چونکہ عام لوگوں کے ہاتھ لگتے رہتے ہیں جن میں بھنگی اور چمار بھی شامل ہیں۔ اس لئے ان چیزوں کا خریدنا اور کھانا معیوب بات ہے۔ کیونکہ جس چیز کو بھنگی چمار وغیرہ کا ہاتھ لگ جائے وہ چیز ہندوؤں کے لئے ناپاک ہے۔ اور اس کو یہ لوگ استعمال میں نہیں لاتے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ گڑ۔ شکر۔ گنا۔ آٹا وغیرہ بھی اشیاء آریہ دوستوں پر خرید کر کھانی واجب نہیں ہیں مگر باوجود اس تعلیم کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو بھائیوں میں ان چیزوں کا استعمال بدستور جاری ہے۔ اور ان چیزوں کو اسی طرح اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ جس طرح پہلے لاتے تھے۔ حالانکہ ان کے بانی سوامی دیانندجی مہاراج نے ان پر ان چیزوں کا استعمال ناواجب قرار دیا ہے اب آریہ دوستوں سے مودبانہ گذارش ہے کہ وہ ان چیزوں کا استعمال فوراً ترک کردیں ورنہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو یقیناً اپنے پیشوا اور ہادی کے سامنے گنہگار اور نافرمان ثابت ہوں گے۔ سوامی جی نے یہ بات بھی بغیر سوچے سمجھے نہیں لکھدی۔ اس میں بھی ایک راز مخفی ہے۔ اور یہ حکم بھی بڑی دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے اس حکم سے عمل پیرا ہونے سے ان کے پیرو اپنے اخراجات میں کمی کرسکتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس حکم پر عمل بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں ہو سکتا اور یقیناً نہیں ہوسکتا تو پھر ایسا حکم دینے سے کیا فائدہ اور ایسی تعلیم دینے سے کیا حاصل۔ جس پر کہ عمل بھی نہو سکے

ظہور احمد از قادیان

مسلمانوں کی رواداری

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

تسلیم۔ عرض ہے کہ مندرجہ ذیل سطروں کو اپنے قیمتی اخبار کے کسی گوشہ میں درج فرماکر مشکور فرماویں۔

ہم دستخط کنندگان اہل نیا مزنگ لاہور ہندو برہمن وغیرہ نئے مزنگ میں آباد ہیں۔ ہم شورش کے دنوں میں اپنے خانگی کاروبار کے لئے مزنگ لاہور سے سودا وغیرہ لینے کے لئے آتے رہے۔ ہمیں ڈر تھا کہ شہر لاہور میں ہندو مسلم فساد برپا ہے۔ اور ہمیں خطرہ تھا کہ مزنگ لاہور میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہونے کے سبب ہم پر کسی قسم کا حملہ نہ ہو جائے۔ تو ہم کو شیخ مبارک علی صاحب قریشی احمدی سوداگر اڈہ اللہ فتح شیر خاں روڈ مزنگ لاہور نے تسلی دی کہ آپ کو یہاں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ یہاں اللہ کی مہربانی سے ہر طرح امن ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی زیادہ فکر ہو۔ تو میں آپکو ہر ایک چیز جس کی ضرورت ہو۔ مہیا کئے دیتا ہوں لہذا انہوں نے ہم پر بڑی مہربانی کی۔ اور ہماری ہر طرح جان و مال سے مدد کی۔ ہم جملہ دستخط کنندگان شیخ مبارک علی صاحب قریشی احمدی

کو صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ خدا ایسے آدمی کو جزائے خیر دے۔

راقــــــمان

منگت رام ۔ ہری رام ۔ امر ناتھ دکاندار ضلع لاہور۔ لکھمن رام۔ پارس رام دیوراج بقلم خود۔ رام پرشاد بقلم خود۔ ٹھاکر داس دستخط گورمکھی۔ سنت رام دستخط ہندی۔ کرپا رام برہمن دستخط ہندی۔ خوشی رام دستخط گورمکھی پرمیشوری داس دستخط ہندی۔ لالہ ایشوری پرشاد مالک بہاول سوڈا واٹر فیکٹری گوال منڈی لاہور

سیالکوٹ میں عظیم الشان لیکچر

KHILAFAT LIBRARY

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ نے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق قلعہ پر کھلے میدان میں لیکچروں کا انتظام کیا اور تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے دوستوں کو مدعو کیا۔ بالخصوص سکھ صاحبان کو پہلے روز یعنی مورخہ ۲۴ مئی بروز منگل بوقت ½ 8 بجے شام جناب مولانا مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے زیر صدارت جناب میر عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ اسلامی رواداری کے عنوان سے تقریر کرنی شروع کی۔ یہ تقریر قریباً سوا گھنٹہ ہوئی سامعین کی تعداد قریباً ڈیڑھ دو ہزار تھی جس میں تمام مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ مولنا موصوف نے نہایت عمدہ رنگ میں قرآن کریم سے ایسے دلچسپ پیرایہ میں اس مضمون کو بیان فرمایا کہ تمام لوگ بغیر کسی تفریق مذہب کے عش عش کر اٹھے اور لوگ بے ساختہ کہہ اٹھے۔ کہ واقعی اسلام اور قرآن کریم نے حقیقی رواداری سکھائی ہے۔ لوگوں پر اس کا اثر کیا ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ لیکچر کے خاتمہ پر باوجود سوا گھنٹہ لیکچر ہونے کے پبلک کی یہی خواہش تھی کہ تقریر جاری رہے۔ اور لوگوں کا دل اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا۔ ایک گیانی سکھ صاحب خاتمہ پر سٹیج پر تشریف لائے۔ اور مولوی صاحب سے مل کر فرمانے لگے۔ کہ ہمیں آج پتہ لگا ہے اسلام نے رواداری کا نہایت اعلیٰ سبق سکھایا ہے اور مولوی صاحب کے حسن بیان پر فرمانے لگے۔ مولوی صاحب آپ میں روحانیت پائی جاتی ہے۔ پہلے روز کے مضمون سے سامعین کے پورے طور پر سیر نہ ہو سکنے کی وجہ سے باقی دو دنوں میں نہایت اچھا اثر پڑا۔ اور پہلے دن کی کارروائی نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔

دوسرے روز جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور (سابق سردار سورن سنگھ) کا لیکچر زیر صدارت امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ ہوا۔ اس روز سامعین کی تعداد پہلے دن سے دگنی تھی۔ معزز سکھ صاحبان کثرت کے ساتھ شریک جلسہ تھے۔ جناب شیخ صاحب موصوف نے ½ 2 گھنٹہ تک اپنے قیمتی خیالات سے محظوظ فرمایا۔ آپ نے ثابت کیا۔ کہ سکھ ازم اسلام کا موید ہے۔ اور نہایت قابلیت سے ان اعتراضوں کا مدلل جواب دیا۔ جو بعض بد اندیشوں کی طرف سے مسلمان بادشاہوں اور سکھ گوروؤں کے ساتھ تعلقات کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس غلط پروپیگنڈہ کا نتیجہ یہ ہے کہ اصولی رنگ میں جو سکھوں اور مسلمانوں کو ایکدوسرے کے قریب ہونا چاہیئے تھا۔ مگر برخلاف اس کے ایک دوسرے سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ پبلک نے آپ کا لیکچر خاص دلچسپی اور نہایت خاموشی سے سنا۔ بعض تعلیم یافتہ سکھ صاحبان نے اس بات کا اظہار کیا۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ بیان ہوا۔ یہ سب کچھ گرنتھ صاحب میں موجود ہے۔ لیکن سکھ عالم اسے عام طور پر سناتے نہیں۔ اگر سناتے ہیں تو معنی الٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ یہ لیکچر اپنی ذات میں ایک بے نظیر لیکچر تھا جس سے لوگوں کے دلوں پر ایک نہایت گہرا اثر پڑا۔

تیسرے روز پھر ½ 8 بجے شام مولوی اللہ دتا صاحب نے مسلمانوں کی ترتیب اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام پر لیکچر دیا۔ اس روز پبلک پہلے سے زیادہ تھی۔ مولوی صاحب نے اس مضمون کو احسن طریق سے بیان فرمایا۔ آپ کا طرز ادا ایسا دل پسند تھا کہ لوگوں کو مسحور کر دیا۔ جب مولوی صاحب نے مسلمانوں کی موجودہ غفلت اور بیکسی کا ذکر کرتے ہوئے۔ ہندوؤں کے رسالہ ورتمان میں سے ایک مضمون پڑھنا شروع کیا جس میں آنحضرت صلعم کی توہین کرنے میں گذشتہ تمام ناپاک حرکتوں سے بڑھ کر ہے۔ تو مسلمانوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے اور چیخ و پکار سے تمام جلسہ گاہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا آخر لوگ اس حوالہ کی سننے کی برداشت نہ لا سکے اور چلا اٹھے۔ کہ ہم میں اب حوصلہ نہیں ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے وہ رسالہ ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا اگر آپ سن نہیں سکتے تو میں اس کو پڑھ بھی نہیں سکتا اور سب مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ آج ان دشمنان اسلام کو ہماری ساری قوم کا اس قدر بھی پاس نہیں رہا۔ جس قدر کہ ایک معمولی آدمی کے احساسات کا ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے مصنفین میں اس قدر بھی شرافت نہیں رہی۔ جس قدر کہ ایک معمولی آدمی میں ہوتی ہے۔ ان مصنفوں کی غرض ان مضمونوں سے یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس قدر جوش دلانا چاہتے ہیں کہ مسلمان آپے سے باہر ہو کر لڑائی [illegible] پر تیار ہوں۔ اور اس طرح انہیں اپنی سنگھٹن میں مدد ملے۔ پس مسلمان اپنے ہوش و حواس کر غیرت پیدا کریں۔ اور اس قسم کے دفعیہ کے لئے مندرجہ ذیل تین باتیں مولوی صاحب نے بتائیں جو کہ مسلمانوں کو اختیار کرنی چاہیئے۔

(۱) اپنی عملی حالت کی اصلاح کرنی چاہیئے

(۲) تبلیغ اسلام خاص نظام کے ماتحت شروع کرنی چاہیئے۔ (۳) مسلمانوں کی تمدنی حالت کو درست کیا جائے۔ ان تجاویز کو مفصل طور پر پھر بھی توجہ دلائی۔ تاکہ مسلمان اس خسارہ سے بچ سکیں جو وہ شدت سے دیر . . . . سے اٹھا رہے ہیں۔ اور اپنے میں غیرت پیدا کریں۔ کہ جو شخص مسلمان کے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتا۔ مسلمان کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔ کہ اس کی خوردنی اشیاء کو استعمال کریں ان

ان تجاویز کے ساتھ لوگوں نے اتفاق کیا۔ اور یہ بات ظاہر تھی کہ اب مسلمان غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کی کوشش کریں گے۔ مولوی صاحب کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب نے نہایت سنجیدگی سے ثابت کیا کہ گو آریہ صاحبان حق رکھتے ہیں۔ کہ ہمیں شدھی یا شدھی کی دعوت دیں۔ لیکن اسلام جیسے پاک مذہب کو چھوڑوا کر وہ کونسا مذہب ہمیں دینا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ جس کی تعلیم روحانیت یا تمدنی اور معاشرتی نقطہ خیال سے نہایت بیہودی اور . . . . کوسوں دور ہے غرضیکہ آریہ اور دیگر لوگوں نے اس لیکچر کو خاص دلچسپی سے سنا۔ باوجودیکہ وقت بہت زیادہ گذر چکا تھا۔ مگر لوگ اخیر وقت تک نہایت خاموشی سے بیٹھے رہے۔ غرض آریہ مذہب پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ اس کے بعد جلسہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور لوگ اس روحانی چشمہ سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو تشریف لے گئے۔ ہمارے بزرگ و محترم مقرروں کی تقریروں کا ایسا اچھا اثر ہوا۔ کہ دوسرے روز نماز جمعہ میں ہماری مسجد میں بہت سے غیر احمدی احباب تشریف لائے۔ اور درخواست کی کہ وہ مولوی صاحب کا لیکچر کرانا چاہتے ہیں۔ چونکہ مولوی صاحب بوجہ بیمار ہونے کے اس قابل نہ تھے۔ کہ لیکچر دے سکیں اس لئے انکار کرنا پڑا۔ اس پر ان لوگوں نے نہایت انکساری سے عرض کیا۔ کہ آپ تقریر نہ کریں صرف جلسہ میں تشریف رکھیں۔ اور ہم لوگ تمام دوسرے غیر احمدی علما کو بلائیں گے۔ اور وہ تقاریر کریں گے۔ غیر احمدی احباب کی طرف سے ڈونڈی پٹوائی گئی۔ شام کو چھ سات ہزار کے قریب مجمع ہو گیا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ غیر احمدی مولوی صاحبان نے شریک جلسہ ہونے سے انکار کر کے اپنی کمزوری اور تعصب کا ثبوت دیا۔ اسلئے منتظمین جلسہ کو جلسہ برخواست کرنا پڑا۔ ہاں اس مختصر سے جلسہ میں ایک آریہ مصنف رنگیلا رسول کے متعلق ایک ریزولیوشن پاس ہوا جس کی رپورٹ علیحدہ ارسال ہے

حکیم محمد ابراہیم سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر

KHILAFAT LIBRARY

اقتباسات

بابو بپن چندر پال اور آریہ سماج

بنگال کے مشہور لیڈر بابو بپن چندر پال نے کلکتہ کے انگریزی اخبار "انگلشمین" مورخہ ۱۱ مئی میں "ہندو مسلم ہنگامہ" کے موضوع پر ایک طول طویل مضمون سپرد قلم کیا ہے جس میں فرقہ وارانہ فسادات کی تمام تر ذمہ داری آریہ سماج پر عائد کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"آریہ سماج نے ایسے مسائل پیش کئے جنہوں نے ہندو تمدن کے ہمہ گیر ہونے کو تباہ کر دیا۔ آریہ سماج نے واحد و قطعی طور پر ویدوں کے الہام کا دعوے کیا۔ اور اس طور سے دنیا کی دیگر مقدس و الہامی کتب کی صداقت سے انکار کیا گیا۔ آریہ سماج کے بانی نے دیگر ہندوستانی یا غیر ہندوستانی مذاہب کے بانیوں کو ناقابل برداشت گالیاں دی ہیں۔ آریہ سماج کی مقدس کتاب وہ ہے جو آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے ویدوں کے آدھار پر لکھی ہے۔

آریہ سماجی اسے ستیارتھ پرکاش کہتے ہیں جو ابتدا میں ہندی میں لکھی گئی۔ اور اس ستیارتھ پرکاش میں مصنف نے سختی سے دیگر مذاہب کے بانیوں کی ذاتوں پر ہی نہیں۔ بلکہ ان کی زندگی اور چال چلن پر بھی حملہ کیا ہے۔ کسی مسلمان سے توقع نہیں کی جاتی۔ کہ وہ اپنے مذہب اور پیغمبر کے لئے اس قسم کی دشنام دہی کو برداشت کرے۔ عیسائیوں میں زیادہ قوت برداشت ہے۔ ورنہ جس طور پر بانی آریہ سماج عیسائیوں کی مقدس کتب و عیسیٰؑ کی زندگی اور چال چلن سے سلوک کرتا ہے ان کو بھی اس قسم کی مہلک تکلیف اور رنج پہنچتا جس طرح مسلمانوں نے آریہ سماج کے مستند بیان سے تکلیف محسوس کی ہے۔

یہ حال ہی میں ہوا کہ جب ہندو مہا سبھا کو ڈیفنس کی آرگنیزیشن کے طور پر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے پراپیگنڈے کے خلاف منظم کیا گیا تو آریہ سماجیوں کو اس سبھا میں سویکار کیا گیا۔ تب سے عملی طور پر آریہ سماجیوں کے پروپیگنڈا نے ہندو مہاسبھا کے پلیٹ فارم پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ ان زبردست اثرات میں سے ایک ہے۔ جو ملک میں موجودہ باہمی فرقہ وارانہ کشیدگی کو لاتے کا موجب ہوا ہے"۔

(آریہ گزٹ ۹ مئی سنہ ۲۶ء)

آریہ سماج اسلام کا بچہ ہے

اس سے آگے چل کر بابو بپن چندر پال صاحب آریہ سماج کو اسلام کی نقل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ رقمطراز ہیں۔

"آریہ سماج کے پروپیگنڈا کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کرتے ہوئے ہندوازم نے اپنے ہمہ گیر ہونے کی قدیم سپرٹ کو کھو دیا ہے۔ آریہ سماج جنگجو عیسویت اور اسلام کے جھنڈے تلے۔ ایک نقل تھی۔ آریہ سماج کے بانی نے ویدوں کے لئے وہی دعاوی کئے جو عیسائی اور اسلام نے قرآن مجید اور انجیل کے لئے کئے۔ حقیقتاً آریہ سماج اسلام اور عیسائیت کا بچہ تھا۔ جسے ہندوازم کی سرزمین میں اٹھایا گیا اور موجودہ فرقہ وارانہ لڑائی اسلام اور اس کے روحانی بچہ آریہ سماج کی ہے"۔

نوٹ:۔ اگر بچہ گستاخ ہے جہاں اسلام تمام مذاہب کے بانیوں کی عزت کر کے دنیا میں بہترین رواداری کا ثبوت دیتا ہے۔ وہاں اس گستاخ بچہ نے بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنے میں صرف دریغ نہیں کیا۔ بلکہ اسے اپنا بہترین اور دلچسپ مشغلہ سمجھا ہے۔ بہرحال اسلام کی یہ نیک خواہش ہے۔ کہ خدا اس گستاخ بچہ کو ہدایت دے۔

سناتن دھرمی آریہ سماج کی بیک ڈنڈی پر

اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں آریہ سماجیوں اور سناتنیوں کا جو اتحاد ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہی بابو جی لکھتے ہیں:

"جس طرح عدم تعاون کے جھنڈے تلے ہندو مسلم

KHILAFAT LIBRARY

اتحاد کی عمارت کو برطانیہ کے لئے عام نفرت و شیطانی برطانوی سلطنت کو تباہ کرنے کی خواہش پر تعمیر کی گئی تھی۔ وہ نعرہ جس سے مہاتما گاندھی نے اقتدار و ہردلعزیزی حاصل کی تھی۔ پس اسی طرح سناتن دھرمیوں اور آریہ سماجیوں میں یہ نیا اتحاد ان کی اس مخالفت پر ہے۔ جو وہ ابتدائی طور پر اسلام اور عام طور پر تمام مذاہب سے رکھتے ہیں۔ جو مذاہب ہندوستان میں پیدا نہ ہوئے۔

جس لمحہ مسلم خطرہ غائب ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں بھی اسی طرح ایکدوسرے کے گلوگیر ہونگے۔ جس طرح کہ آج ہندو اور مسلمان کر رہے ہیں۔ حال ہی میں جینیوں کے جو دو فرقوں کا فساد ہوا ہے۔ وہ دو متقابل فرقوں کے مابین مصنوعی اتحاد کے لئے درس عبرت ہے۔ اور یہ تمام تنگ دلی پر مبنی فرقہ وارانہ مبلغوں اور پرچارکوں کے لئے خطرہ کی گھنٹی ہونی چاہیئے"۔

نور کیا کم از کم سناتنی دوست اسپر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ کہ ان کا قدم کن کانٹوں دار جھاڑیوں کی طرف اٹھ رہا ہے۔ اور اگر انہوں نے جلد توجہ نہ کی تو پھر ان کا ان کانٹوں میں الجھ جانا ایک یقینی امر ہے۔

ویدک تعلیم کا اثر

مہاتما گاندھی جی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" کی کسی قریبی گذشتہ اشاعت میں اس واقعہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ کہ ایک ہندو ڈاکٹر نے جو اپنے آپ کو اونچی ذات کا سمجھتا تھا۔ ادنیٰ ذات کے ایک سکول ماسٹر کی بیوی کو جو بچہ پیدا ہونے پر شدید تپ میں مبتلا ہو گئی تھی۔ فیس وصول کئے بغیر دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اور جب فیس ایک گاؤں کے ساہوکار نے ادا کرنے کی ضمانت دیدی تو وہ اس شرط پر مریضہ کے دیکھنے کے لئے گیا۔ کہ مریضہ کو گھر سے باہر لایا جاوے۔ وہ اچھوتوں کے گھر میں نہیں جائیگا یہ شرط بھی جو اگرچہ بہت کڑی تھی۔ کیونکہ صرف دو دن کی زچہ کو سخت بخار کی حالت میں بستر سے اٹھا کر باہر لانا بعید تکلیف دہ امر تھا۔ منظور کر لی گئی۔ تو ڈاکٹر نے اپنے ہاتھ سے اس کو تھرمامیٹر لگانا بھی منظور نہ کیا اور ایک مسلمان کی وساطت سے جس نے ڈاکٹر سے تھرمامیٹر لے کر مریضہ کو لگایا۔ اور مریضہ سے لے کر ڈاکٹر کو دیا اس کی حرارت دیکھی اور نمونیہ بتا کر دوائی لکھدی لیکن مریضہ دوسرے دن مر گئی۔

بقول ہمعصر الفضل قادیان اس واقعہ کے خلاف انسانیت ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور خاص کر اس صورت میں جبکہ ایک تعلیم یافتہ اور ایسے شخص سے سرزد ہو۔ جس کا فرض ہے کہ ہر انسانی جان بچانے کے لئے امکانی سعی سے دریغ نہ کرے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ وہ خلاف انسانیت تعلیم ہے۔ جو بعض انسانوں کو اعلیٰ اور بعض کو ادنیٰ قرار دیتی ہے۔ اور اسی نے اپنے پیروؤں میں اس قدر سنگدلی پیدا کر دی ہے۔

اگر مسلمان ڈاکٹر ایسے مریضوں کا علاج کرنے میں خاص شفقت اور توجہ کریں۔ جنہیں ہندو ذلیل سمجھکر اپنے پاس نہیں آنے دیتے۔ تو خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے نہ صرف جسمانی صحت کے لئے بلکہ روحانی صحت کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔

صداقت اسلام کی عالمگیر کشش

سنہ ۱۹۱۱ سے سنہ ۲۱ء تک یعنی دس سال کے عرصہ میں ہندوستان کے طول و عرض میں مختلف ذاتوں کے ایک کروڑ بارہ لاکھ ہندو مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ یہ اعداد و شمار ہمعصر مشرق گورکھپور کی تصریح کے مطابق ہیں۔ اور یہ نومسلموں کی تعداد ہے۔ جو شاہان اسلام کے حکومت کے کسی اتنے عرصہ میں کبھی نہیں ہوئی۔ یعنی جس زمانہ میں بقول آریہ بھائیوں کے ہندوؤں کو زبردستی یا بزور شمشیر مسلمان بنایا جاتا تھا۔ کبھی دس سال کے عرصہ میں ایک کروڑ بارہ لاکھ ہندو اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

ہم برادران وطن سے دریافت کرتے ہیں کہ اس صورت حال کی موجودگی میں مسلمان بادشاہوں پر جبر و تعدی کا الزام لگانا کس حد تک صحیح ہو سکتا ہے مقام غور ہے۔ کہ اس وقت تک جبکہ ہندوستان میں نہ تو مسلمان برسر حکومت ہیں۔ نہ ان کے پاس مال و دولت ہے۔ نہ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ بلکہ بقول معاصر الفضل غریب مسلمانوں کی کمزوری اور بے مائگی کا یہ عالم ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں جو شدھ ہونے والوں کو ہر قسم کی امداد دیتے ہیں۔ وہ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام نہیں کر سکتے پھر اس حالت میں جو ہندو اس قدر کثرت کے ساتھ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا اب بھی کوئی اورنگزیب سوا من جنیو ہر روز اتارتا ہے۔

ایک انصاف پسند اور راستی کا دلدادہ اس کے متعلق یہی کہہ سکتا ہے کہ یہ سب اسلام کی اس عالمگیر صداقت کی کشش ہے۔ جو ہندوؤں اور عیسائیوں کو کشاں کشاں دین الفطرت کی جانب لئے آتی ہے۔

کاش مسلمان قدوس حق نواز کی اس تائید و نصرت کے شکریہ میں اپنی تمام متفقہ قوت سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کریں

اسلام کی آواز

آج اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ایک طرف ہندوستان کو مسیحیت کھاتی چلی جاتی ہے تو دوسری طرف ہندو مت۔ حکومت پہلے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے جا چکی ہے۔ مگر اب وہ غلامی کے بھی ناقابل سمجھے گئے ہیں ارتداد یا اخراج دو صورتیں ہندو صاحبان کی طرف سے مسلمانوں کی سامنے پیش کی گئی ہیں۔ اور علی الاعلان کہا جاتا ہے کہ ان دونو صورتوں میں سے ایک نہ ایک انکو قبول کرنی ہوگی۔ یا مرتد ہو کر توحید کی پاک تعلیم کو چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باکمال سے تعلق محبت کو توڑ کر ہزاروں بتوں کا بندہ بننا ہوگا اور نامعلوم الاسم رشیوں کے دامن سے وابستگی کرنی ہوگی۔ یا اس سے جس میں وہ ہزاروں سال سے آباد ہیں اکثر مسلمان ہندوستان کے قدیم باشندوں میں سے ہیں ہمیشہ کیلئے نکل جانا ہوگا۔ اور ہندوستان کو ہندو مذہب کے پیروؤں کے لئے خالی کر دینا ہوگا۔

KHILAFAT LIBRARY

کیا مسلمان ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا وہ ارتداد اختیار کر سکتے ہیں۔ یا کیا وہ سات کروڑ کی مسلمان آبادی کو کسی اور جگہ جا کر بسا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا انہوں نے اس امر پر غور کیا ہے کہ ان مصائب کے لئے انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ ریزولیوشن خواہ کس قدر جوش سے پاس کئے جائیں ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ دھمکیاں خواہ کسقدر جوش سے دی جائیں ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ گالیاں خواہ کس قدر غصہ سے دی جائیں ان سے کچھ بن نہیں سکتا۔ یہ واقعہ ہے کہ ہر ایک ہندو مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے تیار ہے۔ ایک نہ پوشیدہ ہو سکنے والی صداقت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اور کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ دن گئے جب ہم سمجھتے تھے کہ ہندو مذہب دوسروں کو اپنے اندر شامل نہیں کرتا آج ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے شدھی کی آواز آ رہی ہے۔ گونہ گونہ سے سنگھٹن کی آواز اٹھ رہی ہے اور شدھی کیا ہے۔ صرف اسلام کو مٹا کر اس کی جگہ ہندو مذہب کو قائم کرنا ہے۔ اور سنگھٹن کیا ہے؟ صرف اس کوشش کو ایک انتظام کے اور تدبیر کے ساتھ کرنے کا ذریعہ ہے۔ ان تدابیر کا نتیجہ کیا ہے۔ کہ آج مسلمان اس قدر کمزور ہو رہے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے لا اله الا الله کہنا اپنے لئے نجات کا موجب سمجھتے تھے آج پتھروں کے بتوں کے آگے جھکنا فخر خیال کرتے ہیں۔ اور ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اپنی زندگی کے بہترین اعمال میں سے تصور کرتے تھے۔ آج آپ کو گالیاں دینا ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں۔ پنجاب میں کیا۔ سندھ میں کیا۔ یو پی میں کیا۔ اور بنگال میں کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں کلمہ گو اسلام سے الگ ہو کر ہندوؤں میں جا ملے ہیں اور آج ہر ایک میدان مسلمانوں کے لئے کربلا بن رہا ہے۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

اس تحریک کے اثر کے نیچے کئی گھر برباد ہو گئے ہیں بچے ماؤں سے اور بیویاں خاوندوں سے جدا کر دی گئی ہیں ان گھروں کی چیخ و پکار جو اپنی عورتوں اور بچوں کو دین اسلام کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ لیکن جن کی عورتیں مندروں میں اور لڑکے گروکلوں میں جا داخل ہوئے ہیں۔ پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر رہی ہے۔ اور اگر یہی حالت دیر تک قائم رہی۔ تو اسلام کا نام اسی طرح ہندوستان سے مٹ جائے گا جس طرح کہ وہ سپین سے مٹ گیا تھا۔ اسلام کے دشمن ہیں وہ لوگ جو ان حالات کو دیکھکر بھی بیدار نہیں ہوتے اور جاہل ہیں وہ اشخاص جو اس حالت کو مشاہدہ کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کو تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آج مسلمان بیدار نہ ہوئے۔ تو قیامت تک بیدار ہونے کا موقع نہ ملے گا۔ اور ایک دن آئے گا۔ کہ ان کی آنکھیں اس حالت میں کھلیں گی کہ ہندوستان کے آسمان پر شرک کی گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

بیشک بہت سے مسلمانوں کے دل میں درد ہے اور جلن ہے۔ اور وہ حالت کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں لیکن غم و غصہ سے بنتا کیا ہے۔ دشمن ہمارے ریزولیوشنوں کو سن کر اور جوش کو دیکھکر ہنستا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ میرا مقابلہ اس قوم سے ہے۔ جسے صحیح جدوجہد سے آگاہی بھی نہیں۔ اس لئے میری فتح یقینی ہے مسلمانوں کا جھنڈے لے کر جلوس نکالنا یا مسجد کے آگے باجہ لے جانے پر لڑ پڑنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اگر ہر لڑائی میں برابر کے ہندو اور برابر کے مسلمان مارے جائیں۔ نہیں نہیں اگر ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں دو دو ہندو بھی مارے جائیں تو کیا بنے گا یہی کہ سب مسلمانوں کا خاتمہ ہو جانے پر ہندو ہی ہندوستان پر قابض رہیں گے۔ کیونکہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں چار چار ہندو ہیں۔ مگر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اسلام لڑائیوں اور فساد سے روکتا ہے ہم ان طریقوں سے اسلام کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں کہ جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اگر ہم خود بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل کر رہے ہیں تو دوسروں پر ہماری باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ پس ان طریقوں سے بچنا چاہیئے۔ کہ یہ طریقے اسلام کی تعلیم کے خلاف بھی ہیں۔ اور بے فائدہ بھی ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کو امن جبھی نصیب ہو سکتا ہے اگر ایک طرف تو موجودہ مسلمانوں کی تربیت کی جائے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے۔ اسلام نے مسلمانوں کی ترقی کا راز ہی تبلیغ میں پوشیدہ رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کی فضیلت ہی دعوۃ الی الخیر کو بتایا ہے۔ فرماتا ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر تم سب سے اچھی امت ہو کیونکہ تمہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ تم لوگوں کو نیک باتوں کی نصیحت کرتے اور بد باتوں سے روکتے ہو۔

پس اگر مسلمانوں کو امن نصیب ہو گا تو اسی طرح کہ وہ مسلمانوں کی تربیت کریں۔ اور انہیں مرتد ہونے سے بچائیں اور سب سے پہلے ہندوستان کے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ اسی ذریعہ سے ملک میں امن ہو گا۔ اور اسی ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں غلبہ نصیب ہو گا۔ پس چاہیئے کہ آج سے ہر ایک مسلمان اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائے۔ چند علماء اس کام کو ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر علماء پر اس بات کو رکھا گیا تو شکست یقینی ہے۔ فتنہ ہر جگہ رونما ہے۔ اور اس کے لئے ایسی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں کی جائے۔ ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت اگر ارتداد کو روکا نہ گیا۔ اور دعوۃ اسلام نہ دی گئی تو کامیابی کی کوئی امید نہیں پس اس امر کے لئے مسلمانوں کو تیار رہنا چاہیئے۔

اے برادران! ذرا غور کرو کہ آپ کا ایک بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو آپ اس کے لئے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک صبر نہیں لیتے۔ جب تک وہ اچھا نہ ہو لے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسلام اس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ دوسرے مذاہب کو کھاتا تھا لوگ اس کے کھانے کی فکر میں ہیں۔ آپ کے دل میں حرارت نہیں پیدا ہوتی کیا ایک بچہ جتنی بھی آپ کو اسلام سے محبت نہیں رہی کیا

KHILAFAT LIBRARY

کیا خدا تعالیٰ کے لئے آپ اس قدر قربانی بھی نہیں کر سکتے جس قدر کہ اپنے معمولی دوستوں کے لئے کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ آپ خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے ایک قدم اٹھائیں گے۔ تو وہ آپ کی مدد کے لئے دو قدم اٹھائے گا۔ اور آپ کے دل کو آخر کار اسی نور ایمان سے بھر دے گا۔ جس سے کہ اس نے صحابہ کے دلوں کو بھر دیا تھا۔ وہ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم انہیں اپنے خاص راستوں پر چلا کر اپنے حضور میں لے آتے ہیں۔ پس یقین جانیے کہ اس فتنہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اپنی پرانی دوستی کو آپ سے پھر تازہ کرے۔ اور اپنے قرب کی راہیں آپ کے لئے پھر کھولے۔ پس اٹھو اور خدمت اسلام کے لئے استادہ ہو جاؤ۔ اور اپنی اپنی جگہ پر دشمنان اسلام کے علمی مقابلہ کی تیاری کرنی شروع کر دو۔

میں یہ بھی اعلان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالت کو مدنظر رکھکر میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی آریوں کے مقابلہ کی ضرورت ہو۔ یا اسلام کی تائید میں لیکچر دلانے کی ضرورت ہو وہاں جلد سے جلد مبلغ بھیجے جائیں۔ پس تمام ہمدردان اسلام کو میں مطلع کرتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا ہو یا جہاں کہیں بھی اسلام کی تعلیم سے واقف کر کے مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کی حقیقت پر آگاہ کرنا منظور ہو۔ جلسہ کا انتظام کر کے صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ فوراً مبلغ بھیجے جائیں گے۔

جن ہمدردان اسلام کے دل میں اسلام کی خدمت کا شوق ہو اور وہ نہ جانتے ہوں کہ کس طرح اپنے گھر پر اور اپنے کام میں مشغول رہ کر وہ خدمت اسلام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کے لئے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ "آپ اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں"۔ پس آپ کو چاہیئے کہ فوراً محصولڈاک بھیجکر صیغہ ترقی اسلام سے یہ رسالہ مفت طلب کریں اگر کوئی صاحب دو پیسے ڈاک کے لئے خرچ نہ کرنا چاہیں۔ یا انہیں اس قدر توفیق بھی نہ ہو۔ تو ان کا خط ملنے پر انہیں رسالہ مفت اپنے پاس سے ٹکٹ لگا کر بھیجدیا جائیگا یہ اعلان کر کے میں خدا تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔ اگر اب بھی مسلمان نہ جاگے۔ تو اس کے حضور میں عرض کروں گا۔ کہ اے خدا جو کچھ ہم سے ہو سکتا تھا۔ ہم نے کیا۔ مگر یہ تیرے بندے بیدار نہ ہوئے۔ انہوں نے دولت اسلام کو اپنی آنکھوں سے لٹتا ہوا دیکھا اور حرکت نہ کی۔ خدا اور رسول کی ہتک ہوتے ہوئے اپنے کانوں سے سنی۔ لیکن ان کے دلوں میں غیرت نہ پیدا ہوئی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اسلام کی آواز بے جواب نہ جائیگی اسلام سے محبت رکھنے والے چاروں طرف سے لبیک کہتے ہوئے آئیں گے اور دیوانہ وار اس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ تب خدا کی نصرت کی نازل ہوگی۔ اور اس کی محبت جوش میں آئے گی تاریک بادل پھٹ جائیں گے۔ اور اس کی فضل کی شعاعیں تاریکی کو مٹا دیں گی۔ **واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین**

خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اللہ شافی

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

کیونکہ موسم گرما میں بچھو اور سانپ کی کثرت ہوتی ہے جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے آرام و نفع کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مجرب ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں پس ایسی نفع بخش دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آئے۔ قیمت ۱۲ قرص (ٹکیہ) کی ایکروپیہ عہ معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل ذمہ خریدار

لوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ مہر کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ کر دیجئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی

جوہر سوڈا واٹر جوہر لیمونیڈ

بحمد اللہ کے اضلاع والوں کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی

اکثر اصحاب کو شکایت رہتی تھی کہ دیہات میں لیمونیڈ اور سوڈا واٹر نہیں ملتا اور خواہشمند اس کے لئے بیتاب رہتے تھے۔ انہیں حضرات کے اصرار پر اس کو تیار کیا گیا ہے پس خواہشمند اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اور خصوصاً تاجر اس سے زیادہ نفع اٹھا سکتے ہیں، چونکہ وقت واحد میں لیمونیڈ یا سوڈا واٹر بغیر کسی مشین کے صرف ہاتھ سے تیار ہو جاتا ہے۔ اور تیار کیا ہوا شیشہ ایک ماہ تک بھی خراب نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کی گولی نکلتی ہے۔ جب تک کہ اس کو کھولا نہ جائے۔ خاصیت میں بازاری لیمونیڈ اور سوڈا واٹر سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور اس کے استعمال سے بہت آرام ملتا ہے۔ اور حالت بخار میں اس کے استعمال سے بہت تسکین ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بہت لذیذ اور شیریں ہے اس لئے مریض اس کو شوق سے پی لیتے ہیں۔ بدہضمی اور سفلہ کے لئے بہت مفید ہے اور دو موسم ملتے وقت اس کا استعمال صحت کو قائم رکھتا ہے۔ عہدیداروں و ذی استطاعت اصحاب کو ہمیشہ یہ پاس رکھنا چاہیئے۔ قیمت دس بکس کی جس میں ۱۲ لیمونیڈ کی بوتلیں تیار ہوتی ہیں قیمت ایک پیسہ اور ۱۲ بکس ہیں جس میں ۱۲ بوتلیں سوڈا تیار ہوتی ہیں قیمت ایکروپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپال شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ رجسٹرڈ

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ناخونہ۔ ابتدائی موتیا بند غرض کہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (للعہ) محصولڈاک بذمہ خریدار

ریلوے انسپکٹر کی شہادت

جناب بابو فقیر اللہ صاحب پی ڈبلیو انسپکٹر گولڑہ جنکشن لکھتے ہیں کہ میں نے کئی اشتہاری سرمے استعمال کئے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے سرمہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ کیونکہ اس کے چند روز کے استعمال سے ہی میری عینک کی عادت جاتی رہی اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے۔ فائدہ عام کے لئے آپ میری یہ شہادت ضرور شایع کریں۔

اکسیر البدن رجسٹرڈ

اگر آپ کی طبیعت ژمردہ چہرہ زرد سر یا کمر میں درد حافظہ کمزور کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں بیہوشتہ قوت جواب دیچکی ہو تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ جو ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے بھوک کو کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط بنانے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ خوشی و نشاط پیدا کرنے اعضاء رئیسہ اور شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کے حفاظت چہرہ کو شگفتہ دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں کو اور زائل شدہ آرزوں کو واپس لانے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اسی کا کام ہی مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ غرضیکہ نامرد کو مرد اور مرد کو جوان مرد بنانا اسی دوا کا ہی کام ہے۔ صرف وہی لوگ طلب کریں۔ جو جائز طور پر حاجتمند ہوں ایک ماہ کی خوراک کی قیمت ﷲ پانچ روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے گرمی کے دنوں میں تو قریباً ہر اک معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک ترش ڈکاریں قے۔ جی کا متلانا۔ ہیضہ۔ جگر و تلی کا بڑھجانا وغیرہ ہوتا ہے۔ اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو دور کرتی بلکہ ہاضمہ کو تیز کرتی اور رنگ کو نکھارتی ہے۔ اگر آپکو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ اور وقت پر بھوک لگتی ہے۔ تو آپ کے لیے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو بہترین مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں اس لیے اگر آپ اپنے معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اکسیر معدہ کا استعمال شروع کردیں۔ قیمت ایک شیشی صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزار ہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا اور موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنی یا ان کا زرد رنگ رہنا۔ اور منہ سے پانی آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دنداں کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ

گاؤں میں رہکر شہر کا لطف

گرمیوں کے دنوں میں کس کا دل لیمونیڈ اور سوڈا واٹر جیسے مفرح شربت کو نہیں للچاتا۔ مگر افسوس کہ دیہاتی بیچارے ان شہری نعمتوں سے محروم رہتے ہیں اب دیہات والوں کو خوش ہونا چاہئے کہ خدا نے ان کی سن لی۔ اور وہ گھر بیٹھے ہی جوہر لیمونیڈ اور سوڈا سے تازہ بتازہ لیمونیڈ اور سوڈا بنا کر گرمیوں میں ان بے بہا نعمت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

قیمت جوہر لیمونیڈ ۳۰ بوتل ایکروپیہ و جوہر سوڈا واٹر ۱۲ بوتل ایکروپیہ محصولڈاک علاوہ

تریاق ملیریا

ہندوستان کے باشندوں کو اس نامراد ملیریا بخار کی عالمگیر بلا نے ایک طرح سے زندہ درگور کر رکھا ہے۔ اگر آپ اس خطرناک آفت سے بچنا چاہتے ہیں تو آپ فی الفور ایک شیشی تریاق ملیریا کی اپنے گھر میں رکھ چھوڑیں۔ ایک شیشی آٹھ بیماروں کے لئے کافی ہے۔ اس سے ملیریا اس طرح بھاگتا ہے جیسے غلیل سے بندر۔

قیمت ایک شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

امرت دھارا

رجسٹرڈ

رجسٹرڈ

نے

جس قدر نام پایا ہے اس کی مکمل تعریف کیواسطے تو بڑے بھاری رسالہ کی ضرورت ہے جب میں اُن ہزاروں خطوط پر نگاہ ڈالتا ہوں جو اکثر اصحاب امرت دھارا کی کامیابیوں اور کرشموں کے متعلق لکھتے رہتے ہیں۔ تو میں خوش ہوا کرتا ہوں کہ خدا نے ایسی نعمت مجھے عطا فرمائی۔

امرت دھارا ان تمام امراض کا جو عام طور پر بوڑھوں۔ بچوں۔ جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں مکمل علاج ہے سینکڑوں بوجھ دار بکس اس چھوٹی سی شیشی کے سامنے ہیچ ہیں وہ لوگ جو گھروں میں یا سفر میں ادویات کے بکس رکھا کرتے ہیں اب یہ چھوٹی سی شیشی جیب کے ایک کونے میں رکھتے ہیں۔ اور وقت بے وقت جو کام یہ دیتی ہے وہ وہی لوگ جانتے ہیں ✤

امرت دھارا جس گھر میں موجود ہے ایک حکیم حاذق موجود ہے۔ کوئی بھی بیماری ہو اس کو دیدو اور کرشمہ دیکھو ✤

امرت دھارا جس جیب میں موجود ہے امراض کے خطرے سے محفوظ ہے ✤

امرت دھارا کہ جس نے یار بنایا امراض کو دور بھگایا جو اس کو ہمیشہ پاس رکھتا ہے خود کو اور لواحقین کو اور پڑوسیوں کو دکھ سے بچاتا ہے ✤

امرت دھارا ان تمام امراض کو جو اچانک آدمی کو آدباتی ہیں اچانک ہی دور کرتی ہے مثلاً ہر قسم کی سر سے لیکر پاؤں تک کی درد اندرونی و بیرونی۔ ہیضہ۔ طاعون۔ زکام۔ سنپات۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنگ کسی بھی تیزاب یا آگ یا زہر کا لگ جانا۔ زہر کھلائے جانا۔ قے۔ زخم۔ چوٹ وغیرہ وغیرہ۔

امرت دھارا میں ہر مرض کو دور کرنے کی ایک خاص صفت ہے کوئی بھی سخت سے سخت بیماری ہو اس کو دیدو اول تو بیماری دور ہوگی ورنہ رک تو ضرور جاویگی ✤

امرت دھارا تقریباً کل امراض کو مفید ہے اور طرفہ یہ کہ اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے مزا تو اس وقت آتا ہے جبکہ متضاد امراض پر مثلاً قبض و دست کو یکساں فائدہ دکھاتی ہے ✤

امرت دھارا بڑی بھاری ڈس انفکٹنٹ یعنے دافع جرم امراض ہے۔ طاعون کے واسطے بہت مفید ثابت ہوئی ہے اسکا ہم علیحدہ بیان کریں گے ✤

امرت دھارا سچ مچ آب حیات ہے دنیا میں آجتک ایسی دوائی ایجاد نہیں ہوئی ہے یہ خدا داد نعمت ہے ویدک دویہ کا کرشمہ ہے۔ سچا دوست رفیق و غمگسار یہی ہے خوراک اس کی ۲ سے ۳ بوند ہے گر اگر غلطی سے ۱۰۔ ۲۰ بوند بھی کھائی جاویں۔ تو کوئی نقصان نہیں ہے کسی بھی بیماری میں کسی بھی وقت کسی بھی عمر میں دیجاوے خدا کے فضل سے فائدہ کریگی ✤

امرت دھارا سینکڑوں ہزاروں کے خرچ سے بچاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو ایک بار منگواتا ہے ہمیشہ اس کو منگواتا ہے۔ اکثر اصحاب سو پچاس شیشی سے کم آرڈر نہیں بھیجتے ہیں ایک لاکھ شیشی سالانہ کی فروخت کیا کسی اور ہندوستانی ایک دوائی کی ہوگی ✤

KHILAFAT LIBRARY

نام امراض جن میں امرت دھارا مفید ہے

ہر قسم کی درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ذات الجنب۔ نمونیا۔ پیٹ درد۔ نزلہ۔ زکام۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ اروچی۔ اپھارا۔ درد دانت۔ قولنج۔ اسہال۔ پیچش۔ قراقر معدہ وغیرہ کل امراض معدہ۔ قے۔ مرگی۔ درد دانت۔ دانتوں کو پانی لگنا۔ خون یا ناسور۔ دنداں وغیرہ کل امراض دانت۔ درد کان۔ زخم کان۔ بواسیر ناک۔ چھینک۔ بدبوئے بینی وغیرہ کل امراض ناک۔ درد چشم۔ دھند۔ جالا وغیرہ امراض آنکھ۔ پھوڑا پھنسی ہر قسم کا زخم۔ ران کا لاسنا۔ داد۔ چنبل۔ بھڑ۔ مکھی۔ کھیل۔ بچھو۔ سانپ۔ باؤلا کتا۔ چوہے وغیرہ کا ڈنک۔ بخار ہر قسم۔ سوزاک۔ آتشک۔ گلٹیاں۔ درد مفاصل۔ ورم۔ تمام درد اندرونی و بیرونی۔ چوٹ۔ بواسیر۔ کمزوری دماغ۔ طاعون۔ سل۔ تپ دق۔ برسوت۔ امراض دل۔ امراض جگر یا تلی۔ گولہ۔ کثرت حیض۔ احتباس حیض۔ خنازیر۔ امراض بچگان تکسیر۔ سوج زبان۔ منہ کا پکنا۔ سوج لب۔ درد داڑھ۔ گلے پڑنا۔ آواز بیٹھنا۔ نیچے یا اوپر سے خون جانا۔ سوج یا پھوڑہ پستان۔ ورم طحال وغیرہ امراض تلی۔ خروج مقعد۔ درد گردہ۔ بھگندر۔ درد شانہ۔ رحم کا پھولنا وغیرہ امراض زنانی۔ بینگن باؤ۔ پنڈلی کا پھولنا۔ پتی۔ خارش خشک و تر۔ چھپاکی۔ کثرت پسینہ۔ آگ یا تیزاب وغیرہ سے جلنا۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔

احتیاط امرت دھارا کا اسقدر نام دیکھ کر بہت سے اشتہار بازوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ مختلف نام رکھ کر انہی اوصاف کی ادویات مشتہر کر رہے ہیں۔ سچ جانیئے کہ امرت دھارا میری ایجاد ہے اس کے مکمل اجزا سوائے میرے کوئی نہیں جانتا ہے۔ میرے پاس بے شمار خطوط موجود ہیں کہ ایسے اشتہار بازوں سے دوائی منگوا کر لوگوں نے نقصان اٹھایا۔ دھوکہ سے بچیں اور کبھی کوئی دوائی اس قسم کی سوائے امرت دھارا کے نہ خریدیں!

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ:- **امرت دھارا** لاہور

المشتہر:- مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور